مُصنّف کے دیگر کتب

١ ۔ مسلمانوں کے زوال کے اسباب علامہ اقبالؒ کی نظر میں ۔ کل کا مومن اور آج کا مسلمان

٢ ۔ فلسفۂ لا الٰہ الا اللہ ، فلسفۂ محمد رسول اللہ اور علامہ اقبالؒ

فلسفۂ نماز، روزہ، حج، قرآن اور مسلمان

٣ ۔ مسلمانوں کے تکلیف دہ سوہانِ روح زوال کا حل قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص)

میں مضمر ہے (علامہ اقبالؒ کی لاجواب تفسیر و مثالیں) =/

٤ ۔ آج کے مسلمان کے سوچنے کا انداز اور علامہ اقبالؒ کا تردُّد =/

٥ ۔ مسلمانوں کے عہد زوال میں عورت کا رول (حصہ) علامہ اقبالؒ کے نظریات =/

٦ ۔ فلسفۂ زندگی اور موت از روئے قرآن اور فرامینِ مصطفوی صلعم اور علامہ اقبالؒ =/

٧ ۔ فلسفۂ جہاد از روئے قرآن اور فرامینِ مصطفوی صلعم اور علامہ اقبالؒ =/

٨ ۔ فلسفۂ شہادت امام حسین عالی مقام اور علامہ اقبالؒ =/

٩ ۔ مسلمانوں نے ہندوستان آکر کیا دیکھا کیا پایا کیا کھویا اور نظریات علامہ اقبالؒ } حصہ اول =/

١٠ ۔ " " " " " " " " " حصہ دوم =/

١١ ۔ گلستانِ احادیث (جزء اول یعنی چہل حدیث حصہ اول تا چہارم) اور علامہ اقبالؒ =/

١٢ ۔ گلستانِ احادیث جزء دوم یعنی چہل حدیث (حصہ اول تا سوم) اور علامہ اقبال =/

١٣ ۔ شانِ محمدؐ کیا کہیے شانِ غلاماں سن لیجیے ۔ 3/=

١٤ ۔ والدین کے حقوق قرآن اور فرامینِ رسول اللہ صلعم کی روشنی میں 4/=

١٥ ۔ خون کے آنسو ہی آنسو اور مسلمان اور علامہ اقبال 2/=

١٦ ۔ گلدستہ حمد و گلستانِ نعت ١٧ ۔ مسلمانوں کے عہد زوال میں علماء کا رول (حصہ 1/=

١٨ ۔ والدین کی خدمت میں عقیدت کے پھول 2/=

١٩ ۔ مردِ مجاہد صدام حسین 2/50



کلامِ اقبالؒ

(ترتیب وار)

حصّۂ اوّل

یعنی

(علامہ اقبالؒ نے کیا کہا اور کن کن عنوانات کے تحت)

محمد جمیل الدین صدیقی
سپرنٹنڈنٹ ہائیکورٹ
اے پی حیدرآباد (ریٹائرڈ)

ہدیہ

رحمٰن پبلیشرز
525-1-23 منور کاٹیج۔
بی بی بازار، نزد کوٹلہ عالیجاہ، حیدرآباد اے پی

بار اوّل
ایک ہزار
1000

باب اول سے پہلے

خاموشی اور غزلت

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ میرا
کنج خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ میرا (بانگ درا)

یہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہے
ہر شے میں جب کہ پنہاں خاموشیٔ ازل ہے 〃

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں 〃

مقام کیا ہے سرودِ خموش ہے گویا
شجر؟ یہ انجمن بے خردش ہے گویا 〃

میں رہِ منزل میں ہوں تو بھی رہِ منزل میں ہے
تری محفل میں جو خاموشی ہے میرے دل میں ہے 〃

تاب گویائی نہیں رکھتا ذہن تصویر کا
خامشی کہتے ہیں جس کو ہے سخن تصویر کا 〃

غوطہ زن دریائے خاموشی میں ہے موجِ ہوا
ہاں مگر اب دور سے آتی ہے آوازِ درد 〃

چمن زارِ محبت میں خموشی موت ہے بلبل
یہاں کی زندگی پابندیٔ رسمِ فغاں تک ہے 〃

وہ خموشی شام کی جس پر تکلم ہو فدا
وہ درختوں پر تفکر کا سماں چھایا ہوا 〃

یوں زباں برگ سے گویا ہے اسکی خامشی
دستِ گلچیں کی جھٹک میں نے نہیں دیکھی کبھی 〃

سو زبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے
راز وہ کیا ہے ترے سینے میں مستور ہے 〃

یہ خاموشی کہاں تک لذتِ فریاد پیدا کر
زمیں پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں 〃

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری 〃

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری 〃

ہے جنوں مجھکو کہ گھبراتا ہوں آبادی میں میں
ڈھونڈتا پھرتا ہوں کس کو کوہ کی وادی میں میں 〃

طعنہ زن ہے تو کہ شیدا کنج غزلت کا ہوں میں
دیکھ اے غافل پیامی بزمِ قدرت کا ہوں میں 〃

شورش سے بھاگتا ہوں دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو 〃

اسی خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے
تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو 〃

ہم وطن شمشاد کا قمری کا میں ہمراز ہوں
اس چمن کی خامشی میں گوش بر آواز ہوں 〃

فہرست مضامین

مرتا ہوں خاموشی پر یہ آرزو ہے میری | دامن میں کوہ کے ایک چھوٹا سا جھونپڑا
آزاد فکر ہوں غزلت میں دن گزاروں | دنیا کے غم کا دل سے کانٹا نکل گیا ہو
گھر بنایا ہے سکوت دامن کہسار میں | آہ! یہ لذت کہاں موسیقی گفتار میں
عاشق غزلت ہے دل نازاں ہوں اپنے گھر پہ میں | خندہ زن ہوں مسند دارا و اسکندر پہ
کشتہ غزلت ہوں آبادی میں گھبراتا ہوں میں | شہر سے سودا کی شدت میں نکل جاتا ہوں
رلاتی ہے مجھے راتوں کی خاموشی ستاروں کی | نرالا عشق ہے میرا نرالے میرے نالے
یاس و امید کا نظارہ جو دکھلاتی ہو | جس کی خاموشی سے تقدیر بھی شرماتی
اس خموشی اور گویائی کے صدقے جائیے | محو لشکر بے زبانی ہے زبان اہل در

وضاحت

۱۔ کائنات نہ تھی۔ خاموشی ہی خاموشی تھی۔۔۔ کائنات عالم وجود میں آئی۔ کی تخلیق عمل میں لائی گئی۔ ہلچل مچی۔ پھر بھی اللہ والوں کو بعد فراغت تکمیل فرائض بغرض عبادت اور یاد الٰہی خاموشی پسند رہی اور ہے۔

۲۔ خاموشی ہی خاموشی قبل تخلیق کائنات تھی مگر اللہ پاک کا حسن جلوہ گر تھا اور کائنات مختلف انداز میں جلوہ افروز اور جلوہ گر ہو گیا۔

حُسن

حسن کامل ہی نہ ہو اس بے حجابی کا سبب | وہ جو تھا پردوں میں پنہاں خود نما کیوں کر ہو
حسن ہو کیا خود نما جب کوئی مائل ہی نہ ہو | شمع کو جلنے سے کیا مطلب جو محفل ہی نہ ہو
میں حسن ہوں کہ عشق سراپا گداز ہوں | کھلتا نہیں کہ ناز ہوں میں یا نیاز ہوں
حسن تیرا جب ہوا بام فلک سے جلوہ گر | آنکھ سے اڑتا ہے یکدم خواب کی مے کا اثر
حسن کی بہار تو ہو یہ ایسا چمن نہیں | قابل تری نمود کے یہ انجمن نہیں
حسن کا گنج گرانمایہ تجھے مل جاتا | تو نے فرہاد! نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل
میری آنکھوں کو لبھا لیتا ہے حسن ظاہری | کم نہیں کچھ تیری نادانی سے نادانی میری
مہر کا پرتو ترے حق میں ہے پیغام اجل | محو کر دیتا ہے مجھ کو جلوۂ حسن ازل

حسن قدیم کی یہ پوشیدہ ایک جھلک تھی	لے آئی جس کو قدرت خلوت سے انجمن میں	(بانگِ درا)
حسن ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے	انسان میں وہ سخن ہے غنچے میں وہ چٹک ہے	〃
ہے چمکنے میں مزہ حسن کا زیور بن کر	زینتِ تاجِ سرِ بانوئے قیصر بن جانا	〃
زرِ رخصت کی گھڑی عارضِ گلگوں ہو جائے	کششِ حسن غمِ ہجر سے افزوں ہو جائے	〃
محفلِ قدرت ہے اک دریائے بے پایانِ حسن	آنکھ اگر دیکھے تو ہر قطرے میں ہے طوفانِ حسن	〃
حسن کوہستاں کی ہیبت ناک خاموشی میں ہے	مہر کی ضوگستری شب کی سیہ پوشی میں ہے	〃
آسمانِ صبح کی آئینہ پوشی میں ہے یہ	شام کی ظلمت شفق کی گل فروشی میں ہے یہ	〃
عظمتِ دیرینہ کے مٹتے ہوئے آثار میں	طفلکِ ناآشنا کی کوششِ رفتار میں	〃
ساکنانِ صحنِ گلشن کی ہم آوازی میں ہے	ننھے ننھے طائروں کی آشیاں سازی میں ہے	〃
چشمۂ کہسار میں، دریا کی آزادی میں حسن	شہر میں صحرا میں ویرانے میں آبادی میں حسن	〃
حسن کے اس عام جلوے میں بھی یہ بیتاب ہے	زندگی اس کی مثالِ ماہیِ بے آب ہے	〃

وضاحت: اللہ پاک کو تخلیقِ کائنات کا خیال آیا۔ نورِ محمدی پیدا کیا۔ نورِ محمدیؐ سے کائنات بنی۔ کائنات میں ہلچل ہوئی تو محبت سے۔

کائنات میں جنبش پیدا ہوئی تو محبت سے

عروسِ شب کی زلفیں تھیں ابھی ناآشنا خم سے	ستارے آسماں کے بے خبر تھے لذتِ رم سے	(بانگِ درا)
قمر اپنے لباسِ نو میں بیگانہ سا لگتا تھا	نہ تھا واقف ابھی گردش کے آئینِ مسلّم سے	〃
ابھی امکاں کے ظلمت خانے سے ابھری ہی تھی دنیا	مذاقِ زندگی پوشیدہ تھا پہنائے عالم سے	〃
کمالِ نظمِ ہستی کی ابھی تھی ابتدا گویا	ہویدا تھی نگینے کی تمنا چشمِ خاتم سے	〃
سنا ہے عالمِ بالا میں کوئی کیمیاگر تھا	صفا تھی جس کی خاکِ پا میں بڑھ کر ساغرِ جم سے	〃
لکھا تھا عرش کے پائے پہ اک اکسیر کا نسخہ	چھپاتے تھے فرشتے جس کو چشمِ روحِ آدم سے	〃

نگاہیں تاک میں رہتی تھیں لیکن کیمیا گر کی — وہ اس نسخے کو بڑھ کر جانتا تھا اسم اعظ
بڑھا تسبیح خوانی کے بہانے عرش کی جانب — تمنائے دل بر آئی آخر سعئ پیہم
پھرایا فکرِ اجزا نے اسے میدانِ مکاں میں — چھپے گی کیا کوئی شے بارگاہ حق کے محر
چمک تارے سے مانگی چاند سے داغِ جگر مانگا — اڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زلف بر
تڑپ بجلی سے پائی حور سے پاکیزگی پائی — حرارت لی نفس ہائے مسیح ابن مریم
ذرا سی پھر ربوبیت سے شانِ بے نیازی لی — فلک سے عاجزی افتادگی تقدیرِ شبنم
پھر ان اجزا کو گھولا چشمۂ حیوان کے پانی میں — مرکب نے محبت نام پایا عرش اعظم
مہوس نے یہ پانی ہستئ نو خیز پر چھڑکا — گرہ کھولی ہنر نے اسکے گویا کار عا
ہوئی جنبش عیاں ذروں نے لطفِ خواب کو چھوڑا — گلے ملنے لگے اٹھ اٹھ کے اپنے اپنے ہمد

خرام ناز پایا آفتابوں نے ستاروں نے
چٹک غنچوں نے پائی داغ پائے لالہ زاروں نے

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جلتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

(بال جبریل)

آدم

باب اوّل

وضاحت: بعد تخلیق کائنات اللہ پاک کو آدم کے پیدا کرنے کا خیال فرشتوں کے سامنے ذکر فرمایا۔ فرشتوں نے آدم کو پیدا نہ کرنے معروضہ کیا۔ اللہ نے فرمایا "تم نہیں جانتے"۔ بہرحال اللہ پاک کا ارادہ غالب رہا اور آدم پیدا کیا۔

(دیکھو : سورہ البقر)

آدم

طلسم بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خدا کا راز ہے قادر نہیں ہے جس پہ سخن
زمانہ صبح ازل سے رہا ہے محو سفر
مگر یہ اس کی تگ و دو سے ہو سکا نہ کہن
اگر نہ ہو تجھے الجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجود حضرت انساں نہ روح ہے نہ بدن

اے اللہ پاک:

تو نے یہ کیا غضب کیا! مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!
میرے نوائے شوق سے شور حریم ذات میں!
غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں!
گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند!
میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں
گاہ میری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود
گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں

وضاحت: بہرحال آدم کی تخلیق ہوئی۔ اللہ پاک نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا ابلیس نے انکار کیا اور مردود ہوا۔

(دیکھو : قرآن مجید سورہ البقر)

علامہ اقبال کہتے ہیں:

اے صبح ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر؟ مجھے معلوم کیا وہ رازداں تیرا ہے یا میرا (با اللہ اور ابلیس کا ایک مکالمہ علامہ اقبال کی زبانی۔

باوجود حکم آدم کو سجدہ نہ کرنے کے بعد ابلیس کی حجت اور اللہ پاک کی تفہیم فرشتوں کو

ابلیس

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر　　آہ! وہ زندانی نزدیک و دور و دیر و زود　(ضرب کلیم)
حرفِ استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا　　ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود　"

یزداں

کب کھلا تجھ پر یہ راز؟ انکار سے پہلے کہ بعد؟　"

ابلیس

بعد! اے تیری تجلی سے کمالاتِ وجود!　"

یزداں

(فرشتوں کی طرف دیکھ کر)

پستیٔ فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اسے　　کہتا ہے تیری مشیّت میں نہ تھا میرا سجود　"
دے رہا ہے اپنی آزادی کو مجبوری کا نام　　ظالم اپنے شعلہ سوزاں کو خود کہتا ہے دود!　"

(ماخوذ از محی الدین ابن عربی)

وضاحت: دیکھو قرآنِ حکیم: "ہم نے فرمایا آدم کو کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی اس نت میں رہو اور کھاؤ اسمیں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس درخت کے پاس نہ جانا کہ ر سے بڑھنے والوں میں ہو جائینگے تو شیطان نے انہیں لغزش دی (یعنی اس درخت کے پاس لے گیا ر اسکا پھل بہکا کے کھلا دیا) پھر ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک ت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے (سورہ بقر پارہ اول)

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

باغ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں؟　　کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر (بال جبریل)

فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں یہہ کہتے ہوئے

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بے تابی! خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی!
سُنا ہے خاک سے تیری نمود ہے لیکن تری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی!
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے! ہزار ہوش سے خوشتر تری شکر خوابی!
گراں بہا ہے ترا گریۂ سحر گاہی! اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی!
تری نوا سے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر کہ ترے ساز کی فطرت نے کی ہے مضرابی!

روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے یہہ کہتے ہوئے

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ ایام جدائی کے ستم دیکھ جفا دیکھ
بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم و رجا دیکھ!
ہیں ترے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں یہ گنبدِ افلاک یہ خاموش فضائیں
یہ کوہ یہ صحرا یہ سمندر یہ ہوائیں تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ!
سمجھے گا زمانہ تری آنکھوں کے اشارے دیکھیں گے تجھے دور سے گردوں کے ستارے
ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے پہنچیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے
تعمیرِ خودی کر اثرِ آہِ رسا دیکھ!
خورشیدِ جہاں تاب کی ضو ترے شرر میں آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!
نالندہ ترے عُود کا ہر تار ازل سے! تو جنسِ محبت کا خریدار ازل سے
تو پیرِ صنم خانۂ اسرار ازل سے! محنت کش و خونریز و کم آزار ازل سے
ہے راکبِ تقدیرِ جہاں تیری رضا دیکھ

کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیوں کر ہوا — اور اسیر حلقۂ دام ہوا کیوں کر ہوا (بانگ درا)
جائے حیرت ہے برا سارے زمانے کا ہوں میں — مجھ کو یہ خلعت شرافت کا عطا کیوں کر ہوا ״

اللہ اور آدم

میرا نشیمن نہیں درگہ میر و وزیر — میرا نشیمن بھی تو شاخ نشیمن بھی تو! (بال جبریل)
تجھ سے گریباں مرا مطلع صبح نشور! — تجھ سے مرے سینے میں آتش اللہ ھو! ״
تجھ سے مری زندگی سوز و تب و درد و داغ — تو ہی مری آرزو تو ہی مری جستجو! ״
پاس اگر تو نہیں شہر ہے ویراں تمام — تو ہے تو آباد ہیں اجڑے ہوئے کاخ و کو! ״
پھر وہ شراب کہن مجھ کو عطا کر کہ میں — ڈھونڈ رہا ہوں اسے توڑ کے جام و سبو! ״
چشم کرم ساقیا دیر سے ہیں منتظر — جلوتیوں کے سبو خلوتیوں کے کدو! ״
تری خدائی سے ہے میرے جنوں کو گلہ — اپنے لئے لامکاں میرے لئے چار سو! ״

آدم

بجلی ہوں نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری — میرے لئے شایاں خس و خاشاک نہیں ہے ״
ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے! — کہ خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں ״
عروج آدم خاکی کے منتظر ہیں تمام! — یہ کہکشاں یہ ستارے یہ نیلگوں افلاک! ״
ہے گرمی آدم سے ہنگامۂ عالم گرم — سورج بھی تماشائی تارے بھی تماشائی! ״

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو — فروغ دیدۂ افلاک ہے تو ״
ترے صید زبوں افرشتہ و حور — کہ شاہین شہ لولاک ہے تو ״

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے ״
اسی طلسم کہن میں اسیر ہے آدم — بغل میں اس کی ہیں اب تک بتان عہد عتیق ״
تو اے اسیر مکاں لامکاں سے دور نہیں — وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دور نہیں ״
فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے — قدم اٹھا یہ مقام آسماں سے دور نہیں ״

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک! رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مری خاک!
وہ خاک کہ ہے جس کا جنوں صیقلِ ادراک! وہ خاک کہ جبریل کی ہے جس سے قبا چاک!
وہ خاک کہ پروائے نشیمن نہیں رکھتی! چنتی نہیں پہنائے چمن سے خس و خاشاک!
اس خاک کو اللہ نے بخشے ہیں وہ آنسو کرتی ہے چمک جن کی ستاروں کو عرق ناک!

کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی گستاخ ہے کرتا ہے فطرت کی حنا بندی!
خاکی ہے مگر اسکے انداز ہیں افلاکی رومی ہے نہ شامی ہے کاشی نہ سمرقندی!
سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں! جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں؟
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست مجھے اتنا بتا دیں میں کہاں ہوں؟

خودی کی خلوتوں میں گم رہا میں خدا کے سامنے گویا نہ تھا میں!
نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر جلوۂ دوست قیامت میں تماشا بن گیا میں!

پریشاں کاروبارِ آشنائی پریشاں تر مری رنگیں نوائی
کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لذتِ وصل خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی

کوئی دیکھے تو میری نے نوازی نفس ہندی، مقامِ نغمہ تازی
نگہ آلودۂ اندازِ افرنگ طبیعت غزنوی قسمت ایازی

وہ کونسا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود؟ وہ آدمِ خاکی جو ہے زیرِ سماوات؟
آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے اس سے پالا پڑے خدا نہ کرے
ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے کن فریبوں سے رام کرتا ہے

یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں ۔۔۔ لطف سارے اسی کے دم سے ہیں (بانگ درا)
اس کے دم سے ہے اپنی آبادی ۔۔۔ قید ہم کو بھلی کہ آزادی 〃
ہم پہ احسان ہے بڑا اس کا ۔۔۔ ہم کو زیبا نہیں گلہ اس کا 〃
قدر آرام کی اگر سمجھو ۔۔۔ آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو 〃

خفتگان خاک سے خطاب

آدمی واں بھی حصار غم میں ہے محصور کیا؟ ۔۔۔ اس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا؟ 〃
واں بھی انساں اپنی اصلیت سے بیگانے ہیں کیا؟ ۔۔۔ امتیاز ملت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا 〃
جستجو میں ہے وہاں بھی روح کو آرام کیا؟ ۔۔۔ واں بھی انساں ہے قتیل ذوق استفہام کیا؟ 〃

میں جوش اضطراب میں سیماب وار بھی ۔۔۔ آگاہ اضطراب دل بے قرار بھی (بانگ درا)
تھا یہ بھی کوئی ناز کسی بے نیاز کا ۔۔۔ احساس دے دیا مجھے اپنے گداز کا 〃
یہ آگہی مری مجھے رکھتی ہے بے قرار ۔۔۔ خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار 〃
یہ حکم تھا کہ گلشن کُن کی بہار دیکھ ۔۔۔ ایک آنکھ لے کے خواب پریشاں ہزار دیکھ 〃
مجھ سے خبر نہ پوچھ حجاب وجود کی ۔۔۔ شام فراق صبح تھی میری نمود کی 〃
وہ دن گئے کہ قید سے میں آشنا نہ تھا ۔۔۔ زیب درخت طور مرا آشیانہ تھا 〃
قیدی ہوں اور قفس کو چمن جانتا ہوں میں ۔۔۔ غربت کے غمکدے کو وطن جانتا ہوں میں 〃

حقیقت آدم

مضمون فراق کا ہوں ثریا نشاں ہوں میں ۔۔۔ آہنگ طبع ناظم کون و مکاں ہوں میں 〃
باندھا مجھے جو اس نے تو چاہی مری نمود ۔۔۔ تحریر کر دیا سر دیوان ہست و بود 〃
گوہر کو مشت خاک میں رہنا پسند ہے ۔۔۔ بندش اگرچہ سست ہے مضمون بلند ہے 〃
چشم غلط نگر کا یہ سارا قصور ہے ۔۔۔ عالم ظہور جلوۂ ذوق شعور ہے 〃
یہ سلسلۂ زمان و مکاں کا کمند ہے ۔۔۔ طوق گلوئے حسن تماشا پسند ہے 〃

منزل کا اشتیاق ہے گم کردہ راہ ہوں
اے شمع! میں اسیر فریب نگاہ ہوں (باگ)

صیاد آپ حلقہ دام ستم بھی آپ
بام حرم بھی طائر بام حرم بھی آپ

میں حسن ہوں کہ عشق سراپا گداز ہوں
کھلتا نہیں کہ ناز ہوں میں یا نیاز ہوں

ہاں آشنائے لب ہو نہ راز کہن کہیں
پھر چھڑ نہ جائے قصہ دار و رسن کہیں

اپنے حسن عالم آرا سے جو تو محرم نہیں
ہمسر یک ذرۂ خاک در آدم نہیں

مجھ کو بھی تمنا ہے کہ اقبال کو دیکھوں
کی اس کی جدائی میں بہت اشک فشانی

اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحب مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ! (با

وہ بحر ہے آدمی کہ جس کا
ہر قطرہ ہے بحر بیکرانہ! (د

سوارِ ناقہ و محمل نہیں میں
نشانِ جادہ ہوں منزل نہیں میں (د

میری تقدیر ہے خاشاک سوزی
فقط بجلی ہوں میں حاصل نہیں میں

کب تک رہے محکومی انجم میں مری خاک
یا میں نہیں یا گردش افلاک نہیں ہے

فطرت آدم

فطرت میری مانند نسیم سحری ہے
رفتار ہے میری کبھی آہستہ کبھی تیز

پہناتا ہوں اطلس کی قبا لالہ و گل کو
کرتا ہوں سر خار کو سوزن کی طرح تیز

سرگزشت آدم

سنے کوئی میری غربت کی داستاں مجھ سے
بھلایا قصہ پیمانِ اولیں میں نے (باگ)

لگی نہ میری طبیعت ریاض جنت میں
پیا شعور کا جب جام آتشیں میں نے

رہی حقیقت عالم کی جستجو مجھ کو
دکھایا اوجِ خیال فلک نشیں میں نے

ملا مزاج تغیر پسند کچھ ایسا — کیا قرار نہ زیر فلک کہیں میں نے (بانگ درا)
نکالا کعبے سے پتھر کی مورتوں کو کبھی — کبھی بتوں کو بنایا حرم نشیں میں نے ″
کبھی میں ذوق تکلم میں طور پر پہونچا — چھپایا نور ازل زیر آستیں میں نے ″
کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا — کیا فلک کو سفر چھوڑ کر زمیں میں نے ″
کبھی میں غار حرا میں چھپا رہا برسوں — دیا جہاں کو کبھی جام آفریں میں نے ″
سنایا ہند میں آکر سرود ربانی — پسند کی کبھی یوناں کی سرزمیں میں نے ″
دیار ہند نے جس دم میری صدا نہ سنی — بسایا خطۂ جاپان و ملک چیں میں نے ″
بنایا ذروں کی ترکیب سے کبھی عالم — خلاف معنی تعلیم اہل دیں میں نے ″
لہو سے لال کیا سینکڑوں زمینوں کو — جہاں میں چھڑ کے پیکار عقل و دیں میں نے ″
سمجھ میں آئی حقیقت نہ جب ستاروں کی — اسی خیال میں راتیں گذار دیں میں نے ″
ڈرا سکیں نہ کلیسا کی مجھ کو تلواریں — سکھایا مسئلہ گردش زمیں میں نے ″
کشش کا راز ہویدا کیا زمانے پر — لگا کے آئینہ عقل دوربیں میں نے ″
کیا اسیر شعاعوں کو برق مضطر کو — بنادی غیرت جنت یہ سرزمیں میں نے ″
مگر خبر نہ ملی آہ ! راز ہستی کی — کیا خرد سے جہاں کو تہ نگیں میں نے ″
ہوئی جو چشم مظاہر پرست وا آخر — تو پایا خانۂ دل میں اسے مکیں میں نے ″

سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں — ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں جاہل ہوں میں ″
میں جبھی تک تھا کہ تیری جلوہ پیرائی نہ تھی — جو نمود حق سے مٹ جاتا ہے وہ باطل ہوں میں ″
علم کے دریا سے نکلے غوطہ زن گوہر بدست — وائے محرومی ! خزف چین لب ساحل ہوں میں ″
ہے میری ذلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل — جسکی غفلت کو ملک روتے ہیں وہ غافل ہوں میں ″
بزم ہستی اپنی آرائش پہ تو نازاں نہ ہو — تو تو ایک تصویر ہے محفل کی اور محفل ہوں میں ″
ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں اقبال اپنے آپ کو — آپ ہی گویا مسافر آپ ہی منزل ہوں میں ″

آدم اور بزم قدرت

صبح خورشید درخشاں کو جو دیکھا میں نے — بزم معمورۂ ہستی سے یہ پوچھا میں نے ″
پر تو مہر کے دم سے ہے اجالا تیرا — سیم سیال ہے پانی ترے دریاؤں کا ″

مہر نے نور کا زیور تجھے پہنایا ہے
تری محفل کو اسی شمع نے چمکایا ہے

گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں
یہ سبھی سورہ الشمس کی تفسیریں ہیں

سرخ پوشاک ہے، پھولوں کی درختوں کی ہری
تیری محفل میں کوئی سبز کوئی لال پری

ہے ترے خیمۂ گردوں کی طلائی جھالر
بدلیاں لال سی آتی ہیں افق پر جو نظر

کیا بھلی لگتی ہے آنکھوں کو شفق کی لالی
مئے گلرنگ خمِ شام میں تو نے ڈالی

رتبہ تیرا ہے بڑا شان بڑی ہے تیری
پردۂ نور میں مستور ہے ہر شئے تیری

صبح اک گیت سراپا ہے تیری سطوت کا
زیرِ خورشید نشاں تک بھی نہیں ظلمت کا

میں بھی آباد ہوں اس نور کی بستی میں مگر
جل گیا پھر مری تقدیر کا اختر کیوں کر

نور سے دور ہوں ظلمت میں گرفتار ہوں میں
کیوں سیہ روز، سیہ بخت، سیہ کار ہوں میں

میں یہ کہتا تھا کہ آواز کہیں سے آئی
بامِ گردوں سے یا صحنِ زمیں سے آئی

ہے ترے نور سے وابستہ مری بود و نبود
باغباں ہے تری ہستی، پئے گلزارِ وجود

انجمن حسن کی ہے تو تری تصویر ہوں میں
عشق کا تو ہے صحیفہ تری تفسیر ہوں میں

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے
بار جو مجھ سے نہ اٹھا، وہ اٹھایا تو نے

نورِ خورشید کی محتاج ہے ہستی میری
اور بے منّتِ خورشید چمک ہے تری

ہو نہ خورشید تو ویراں ہو گلستاں میرا
منزلِ عشق کی جا، نام ہو زنداں میرا

آہ! اے رازِ عیاں کے نہ سمجھنے والے
حلقۂ دامِ تمنا میں الجھنے والے

ہائے غفلت کہ تری آنکھ ہے پابندِ مجاز
ناز زیبا تھا تجھے تو ہے مگر گرمِ نیاز

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سیہ روز رہے پھر نہ سیہ کار رہے

آنچہ در آدم بگنجد عالم است
آنچہ در عالم نگنجد آدم است

ترجمہ: پوری کائنات آدم میں سما سکتی ہے
مگر آدم اتنا وسیع ہے کہ کائنات میں نہیں۔

یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا

نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں
یہی شہکار ہے ترے ہنر کا

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند! (بال جبریل)

اک دانش نورانی، اک دانش برہانی
ہے دانش برہانی حیرت کی فراوانی 〃

اس پیکر خاکی میں اک شے ہے سو وہ تیری
میرے لئے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی 〃

اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تو نے ہی سکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی 〃

ہو نقش اگر باطل تکرار سے کیا حاصل
کیا تجھ کو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی 〃

چپ رہ نہ سکا حضرت یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند! 〃

نگہ پیدا کر اے غافل تجلی عین فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا 〃

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ 〃

حضور حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا 〃

عجب سزا ہے مجھے لذت خودی دے کر
وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں 〃

ارنی میں بھی کہہ رہا ہوں مگر
یہ حدیث کلیم و طور نہیں 〃

تو ہما کا ہے شکاری ابھی ابتدا ہے تیری
نہیں مصلحت سے خالی یہ جہان مرغ و ماہی 〃

پریشاں ہوں میں مشت خاک لیکن کچھ نہیں کھلتا
سکندر ہوں کہ آئینہ ہوں یا گرد کدورت ہوں (بانگ درا)

یہ سب کچھ ہے مگر ہستی مری مقصد ہے قدرت کا
سراپا نور ہوں جس کی حقیقت میں وہ ظلمت ہوں 〃

خزینہ ہوں چھپایا مجھ کو مشت خاک صحرا نے
کسی کو کیا خبر ہے میں کہاں ہوں کس کی دولت ہوں 〃

نظر میری نہیں ممنون سیر عرصۂ ہستی
میں وہ چھوٹی سی دنیا ہوں کہ آپ اپنی ولایت ہوں 〃

نہ صہبا ہوں نہ ساقی ہوں نہ مستی ہوں نہ پیمانہ
میں اس میخانۂ ہستی میں ہر شے کی حقیقت ہوں 〃

مجھے راز دو عالم دل کا آئینہ دکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے 〃

عطا ایسا بیاں مجھ کو ہوا رنگیں بیانوں میں
کہ بام عرش کے طائر ہیں میرے ہم زبانوں میں 〃

ترا نظارہ ہی اے بوالہوس مقصد نہیں اس کا
بنایا ہے کسی نے کچھ سمجھ کر چشم آدم کو 〃

اگر دیکھا بھی اس نے سارے عالم کو تو کیا دیکھا
نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے جم کو 〃

ہوا جو خاک سے پیدا وہ خاک میں مستور
مگر یہ غیب صغریٰ ہے یا فنا؟ کیا ہے

(ارمغان حجاز)

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے
جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے
نہ کر دیں مجھ کو مجبورِ نوا فردوس میں حوریں
مرا سوزِ دروں پھر گرمیِ محفل نہ بن جائے!
کبھی چھوڑی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو
کھٹک سی ہے جو سینے میں غمِ منزل نہ بن جائے!
بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجھ کو
یہ میری خود نگہداری مِرا ساحل نہ بن جائے!
کہیں اس عالمِ بے رنگ و بو میں بھی طلب میری
وہی افسانۂ دنبالۂ محمل نہ بن جائے!

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے!

(بالِ جبریل)

زمانہ حاضر کا آدم (انسان)

عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار　　عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا　　اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا　　آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا!
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

حضرتِ انسان

یعنی

فرزند آدم

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی ارمغان حجاز
کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسم ہائے پنہانی 〃

یہ دنیا دعوت دیدار ہے فرزند آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عُریانی 〃

یہی فرزند آدم ہے کہ جس کے اشک خونیں سے
کیا ہے حضرت یزداں نے دریاؤں کو طوفانی! 〃

فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
غرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی 〃

اگر مقصودِ کُل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نو بنو کی انتہا کیا ہے؟ 〃

دل و نظر بھی اسی آب و گل کے ہیں اعجاز
نہیں تو حضرتِ انساں کی انتہا کیا ہے 〃

خوار ہوا کس قدر آدم یزداں صفات! قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات! 〃
کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات؟

آدم یا انسان

(۱)

منظرِ چمنستان کے زیبا ہوں کہ نازیبا — محرومِ عمل نرگسِ مجبورِ تماشا ہے
رفتار کی لذت کا احساس نہیں اسکو — فطرت ہی صنوبر کی محرومِ تمنّا ہے
تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دنیا میں — انسان کی ہر قوت سرگرمِ تقاضا ہے
اس ذرہ کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم — یہ ذرّہ نہیں شاید سمٹا ہوا صحرا ہے
چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستاں کی — یہ ہستیِ دانا ہے بینا ہے توانا ہے

(۲)

قدرت کا عجب یہ ستم ہے

انساں کو راز جو بتایا — راز اس کی نگاہ سے چھپایا
بے تاب ذوقِ آگہی کا — کھلتا نہیں بھید زندگی کا
حیرت کا آغاز و انتہا ہے — آئینے کے گھر میں اور کیا ہے
ہے گرمِ خرامِ موجِ دریا — دریا سوئے بحر جادہ پیما
بادل کو ہوا اڑا رہی ہے — شانوں پہ اٹھائے لا رہی ہے
تارے مستِ شرابِ تقدیر — زندانِ فلک میں پا بہ زنجیر
خورشید وہ عابدِ سحر خیز — لانے والا پیام "برخیز"
مغرب کی پہاڑیوں میں چھپ کر — پیتا ہے مئے شفق کا ساغر
لذت گیرِ وجود ہر شے — سرمستِ مئے نمود ہر شے

کوئی نہیں غمگسارِ انساں
کیا تلخ ہے روزگارِ انساں

مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں!

(ضربِ کلیم)

(اقبال)

عورت

باب دوم

عورت

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس　　　آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سو

عورت اور مردِ فرنگ

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا　　　مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں　　　گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور　　　کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

ایک سوال یورپ سے عورت کے بارے میں

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے　　　ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش!
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال　　　مرد بیکار و زن تہی آغوش!

عورت اور پردہ

بہت رنگ بدلے سپہر بریں نے　　　خدایا یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے
تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں میں نے　　　وہ خلوت نشیں ہے! یہ خلوت نشیں ہے!
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم　　　کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے!

عورت اور خلوت

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے　　　روشن ہے نگہ آئنۂ دل ہے مکدّر
بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے　　　ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر!
آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے　　　وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر
خلوت میں خودی ہوتی ہے خودگر ولیکن　　　خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسر!

عورت کے وجود سے ...

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ — اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں (ضربِ کلیم)
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی — کہ ہر شرف ہے اسی درج کا دُرِ مکنوں "
مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن — اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں! "

آزادیٔ نسواں

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا — گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند "
کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب — پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند "
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش — مجبور ہیں معذور ہیں، مردانِ خردمند "
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ — آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلوبند؟ "

عورت کی حفاظت

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور — کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد "
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی — نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد "
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا — اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد "

عورت اور تعلیم

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت — ہے حضرتِ انساں کیلئے اس کا ثمر موت! "
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن — کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت! "
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن — ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت! "

جوہرِ عورت

جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منتِ غیر — غیر کے ہاتھ میں ہے جوہرِ عورت کی نمود! "
راز ہے اس کے تپِ غم کا یہی نکتۂ شوق — آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود! "

کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرارِ حیات
گرم اسی آگ سے ہے معرکۂ بود و نبود!
میں بھی مظلومیِ نسواں سے ہوں غمناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود!

عورت ماں کے رُوپ میں

جب ترے دامن میں پلتی تھی وہ جانِ ناتواں
بات سے اچھی طرح محرم نہ تھی جسکی زباں
اور اب چرچے ہیں جسکی شوخیِ گفتار کے
بے بہا موتی ہیں جس کی چشمِ گوہر بار کے
حیرتی ہوں میں تیری تصویر کے اعجاز کا
رُخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا
رفتہ و حاضر کو گویا پا بپا اس نے کیا
عہدِ طفلی سے مجھے پھر آشنا اس نے کیا
علم کی سنجیدہ گفتاری بڑھاپے کا شعور
دنیوی اعزاز کی شوکت جوانی کا غرور
زندگی کی اوج گاہوں سے اتر آتے ہیں ہم
صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم
بے تکلف خندہ زن ہیں فکر سے آزاد ہیں
پھر اسی کھوئے ہوئے فردوس میں آباد ہیں
تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہوا

ماں کی موت پر

عمر بھر تیری محبت میری خدمت کرتی رہی
میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی
تجھ کو مثلِ طفلکِ بیدست و پا روتا ہے وہ
صبر سے ناآشنا صبح و مسا روتا ہے وہ
کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت
گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت
خاکِ مرقد پر تیری لے کے یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شب میں کسکو میں یاد آؤں گا
سر پہ آجاتی ہے جب کوئی مصیبت ناگہاں
اشک پیہم دیدۂ انساں سے ہوتے ہیں رواں
یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبہ میں دعاؤں سے فضا معمور ہے
زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

خطاب بہ مخدراتِ اسلام

اسلام کی عصمت مآب عورتوں سے علامہ اقبال کا خطاب

۱۔ اے ردایت پردۂ ناموس ما — تابِ تو سرمایۂ فانوس ما (رموز بیخودی)
۲۔ طینتِ پاکِ تو ما را رحمت است — قوتِ دین و اساسِ ملت است ″
۳۔ کودکِ ما چوں لب از شیر تو شست — لا الٰہ آموختی او را نخست ″
۴۔ می تراشد مہر تو اطوارِ ما — فکرِ ما گفتارِ ما کردارِ ما ″
۵۔ برقِ ما کو در سحابت آرمید — بر جبل رخشید و در صحرا تپید ″
۶۔ اے امینِ نعمتِ آئینِ حق — در نفسہائے تو سوزِ دینِ حق ″
۷۔ دورِ حاضر تر فروش و پُر فن است — کارِ دانش نقدِ دیں را رہزن است ″
۸۔ کور و یزداں ناشناس ادراکِ او — ناکساں زنجیریِ بیباکِ او ″
۹۔ چشمِ او بیباک و ناپرواستے — پنجۂ مژگانِ او گیراستے ″
۱۰۔ صیدِ او آزاد خواند خویش را — کشتۂ او زندہ داند خویش را ″
۱۱۔ آب بندِ نخلِ جمعیت توئی — حافظِ سرمایۂ ملت توئی ″
۱۲۔ از سرِ سود و زیاں سودا مزن — گام جز بر جادۂ آبا مزن ″
۱۳۔ ہوشیار از دستبردِ روزگار — گیر فرزندانِ خود را در کنار ″
۱۴۔ ایں چمن زاداں کہ پر نکشادہ اند — ز آشیانِ خویش دور افتادہ اند ″
۱۵۔ فطرتِ تو جذبہ ہا دارد بلند — چشمِ ہوش از اسوۂ زہرا مبند ″
۱۶ تا حسینے شاخِ تو بار آورد — موسمِ پیشیں بگلزار آورد

ترجمہ: (۱) اے اسلام کی بیٹی! تری چادر قوم کی عزت و ناموس کی ضامن ہے
ترے کردار اور دینداری کی آب و تاب ہمارے لئے سرمایہ حیات
کا فانوس ہے۔

(۲) اے دختر اسلام ! تیری پاک طینت و فطرت ہمارے لئے ایک رحمت ہے ا
دین کی تقویت اور ملت کی بنیاد ہے۔
(۳) اے اسلام کی بیٹی ! جب ہماری قوم کا بچہ اپنے لب سے تیرا دودھ پیتا ہے
لب لا الٰہ سے مانوس ہوتے اور توحید سے آشنا ہوتے ہیں۔
(۴) اے دختر نیک اختر اسلام ! تیری مہر و محبت تو ہماری قوم کے اطوار بناتی ہے اور
فکر گفتار کردار کو اسلام کے سانچے میں ڈھالتی ہے۔
(۵) اے دختر اسلام ! ہماری ایمان کی بجلی تیرے حق پرست بادلوں ہی سے کوندتی ا
روشن اور صحرا کو گرمی بخشتی ہے۔
(۶) اے اسلام کی بیٹی ! تو شریعت محمدی کے آئین و قانون کی آئین ہے یعنی ان کو اپنی اولا
ایک امانت کے طور پر پہنچاتی ہے اور تیرے سانسوں میں دین حق کا نور بھرا
(۷) اے دختر اسلام ! آج کل کا زمانہ عیاری مکاری اور فریب سے مرا
اور اس زمانہ کا کام ایمان کی دولت پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔
(۸) اے اسلام کی بیٹی ! آج کا زمانہ اپنی عقل کے وہ پیچیدہ تانے بانے بناک
ناسمجھ مسلمان کو اپنی پیچیدہ زنجیروں میں گرفتار کر کے خدا سے دور کر دیتا ہے
(۹) اے دختر اسلام ! زمانہ کی آنکھ میں حیا باقی نہیں رہی ہے اس کی نگاہ ہو
پلکوں کے جادو خیز پنجہ بڑی آسانی سے ہر ایک کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے
(۱۰) اے اسلام کی بیٹی ! اس دور میں بڑی مصیبت یہہ ہے کہ جو زمانہ کی پُرخطر گ
میں آکر گرفتار ہو جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو آزاد سمجھتے اور زمانہ کے ہاتھوں مرکر
آپ کو زندہ سمجھتے اور اپنی موت کو زندگی سمجھ کر خوش رہتے ہیں۔
(۱۱) اے دختر اسلام ! اس پُرخطر دور میں تو ہی قوم کے درخت کو پانی دینے و
تو ہی ملّت کے سرمایہ کی محافظ ہے۔
(۱۲) اے اسلام کی بیٹی ! ان حالات سے ساز باز اور سودا مت کر بلکہ اپ
کے نقش قدم پر چل۔
(۱۳) اے دختر اسلام ! زمانہ سے ہوشیار اور خبردار رہ کر اپنی اولاد کو اس پُرخ
کے خطرناک بھنور سے بچا کر ساحل اسلام تک پہنچا دے۔

۱۴) اے اسلام کی بیٹی! اس اسلام کے چمن زاد بھی اڑنے کے لئے پر نہیں پھیلائے ہیں اور اپنے آشیاں سے دور پڑے ہیں۔

۱۵) اے اسلام کی مایہ ناز دختر! تیری فطرت ایک بلند جذبہ کی حامل و مالک ہے تو ہوش کی آنکھ سے حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کردار کا مطالعہ کر اور دیکھ کہ آپؓ نے اولاد کی کس طرح تربیت کی۔

۱۶) تاکہ اے قابل فخر دختر اسلام! تیری شاخ بھی بار آور ہو اور حضرت حسینؓ جیسے فرزند تو قوم کو دے سکے جس سے اسلام کے چمن میں بہار آئے اور وہ گلزار بن جائے

بقائے نوع از امومت و حفظ و احترام امومت اسلام است

ترجمہ: (نوع انسانی کی بقا عورت کے ماں بننے پر منحصر ہے اسلئے اسلام میں ماں کی حفاظت و احترام کو واجب قرار دے دیا گیا)

علامہ اقبالؔ نے رموزِ بیخودی میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت دو بند (۳۲) اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱) نغمہ خیز از زخمۂ زن ساز مرد از نیاز او دو بالا ناز مرد

ترجمہ: اگر عورت کا وجود نہ ہوتا تو مرد کی خوبیاں اجاگر نہ ہوتیں۔ مرد اگر ساز ہے تو عورت اس کے لئے مضراب ہے۔ بغیر ساز کے نغمہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ گویا مرد کا ناز ظاہر ہوتا ہے عورت کے نیاز سے۔

(۲) پوشش عریانیٔ مرداں زن است حسن دلجو عشق را پیراہن است

ترجمہ: قرآنِ حکیم میں ارشاد ہو رہا ہے هُنَّ لباس لکم انتم لباس لهن (۲ : ۱۸۷) عورتیں تمہارے حق میں پردہ (پوشش) ہیں اور تم عورتوں کے لیے پردہ پوش یعنی لباس ہو۔

(۳) عشق حق پروردۂ آغوشش او این نوا از زخمۂ خاموش او

ترجمہ: حق یعنی اللہ پاک کا عشق ماں کے آغوش میں پرورش پاتا ہے۔ یہ حق کی صدا اور آواز اسی ایمان والی ماں (عورت) کے ساز خاموش سے پیدا ہوتی ہے

(اسکی مثالیں اللہ کے وہ نیک بندے ہیں جنہوں نے پاک اور ح
حق رکھنے والی ماؤں کے آغوش میں ترتیب پائی)

(۴) آنکہ ناز د بر وجودش کائنات ذکرِ او فرمود با طیب
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی پاک ذات پر کائینات کو
کے تعلق سے یعنی ایک دیندار عورت کے تعلق سے ارشاد فر
اور خوشبو مجھے پسند ہے (اس سے دین دار عورت کے مقام ا

(۵) مسلمے کو را پرستارے شمرد بہرہ از حکمت
ترجمہ: وہ مسلمان جو عورت کو اپنی خادمہ تصور کرتا ہے وہ قرآن پاک
بے بہرہ ہے۔

(۶) نیک اگر بینی امومت رحمت است زانکہ اور ا با نبوت
(۷) شفقت او شفقتِ پیغمبرؐ است سیرتِ اقوام را صو
ترجمہ:۔ اگر حقیقت پسند نظر سے دیکھا جائے تو ماں پن یعنی ماں
پائی جاتی ہے اسلئے کہ ماں پن کو نبوت سے ایک طرح کی نسبت
شفقت پیغمبرؐ کی شفقت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ یہ بنا
قوم بن جاتی ہے۔

(۸)۔ از امومت پختہ تر تعمیر ما در خط سیمائے ا
مادر کی گود ہی میں ہماری یعنی قوم کی تعمیر پختہ ہوتی اور سیرت مستحک

(۹)۔ ہست اگر فرہنگ تو معنی رسے حرف اُمت نکتہ ہا
(۱۰) گفت آں مقصود حرف کن فکان زیر پائے اُمّہات ست
ترجمہ:۔ اے مخاطب! اگر تری عقل اس حقیقت اور معنوں کو سمج
امت کو سمجھے گا تو تجھے بہت سے نکات سمجھ میں آئیں گے یعن
ہے اور "ام" "ماں" کو کہتے ہیں۔ اسلئے قوم کو اولاً ماں
اسلئے مثل ہے جیسی مائی (ماں) ویسی جائی (اولاد) ۔ ایماد
صاحب ایمان بناتی ہے اسلئے بانئ تخلیقِ کائینات صلی اللہ
نے ماں کے قدموں کے نیچے جنّت ہے ارشاد فرمایا۔

زمانہ کہ زنجیرِ ایّام ہے
دنوں کے الٹ پھیر کا نام ہے (بالِ جبریل)

حقیقت میں روحِ ابد ہے زمانہ
یہ امروز و فردا ہیں ترا فسانہ (بانگِ درا)

(علامہ اقبال)

زمانہ

باب سوم

زمانہ اور تغیرات

جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہو گا یہی ہے اک حرفِ مجرمانہ! با ا
قریب تر ہے نمود جس کی اُسی کا مشتاق ہے زمانہ!

مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ!

ہر ایک سے آشنا ہوں لیکن جُدا جُدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب کسی کا مرکب کسی کو عبرت کا تازیانہ!

نہ تھا اگر تو شریکِ محفل قصور میرا ہے یا کہ تیرا
میرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ!

میرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدف سے بیگانہ تیر اس کا نظر نہیں جس کی عارفانہ!

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے! یہ جوئے خوں ہے
طلوعِ فردا کا منتظر رہ کہ دوش و امروز ہے فسانہ!

وہ فکرِ گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اُسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ!

ہوائیں ان کی فضائیں ان کی سمندر ان کے جہاز ان کے
گرہ بھنور کی کھلے تو کیوں کر؟ بھنور ہے تقدیر کا بہانہ!

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ!

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ!

سلسلۂ روز و شب نقش گرِ حادثات (بالِ جبریل)
سلسلۂ روز و شب اصلِ حیات و ممات

سلسلۂ روز و شب تارِ حریرِ دو رنگ
جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات! ″

سلسلۂ روز و شب سازِ ازل کی فغاں
جس سے دکھاتی ہے ذات زیر و بمِ ممکنات! ″

تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سلسلۂ روز و شب صیرفیِ کائنات! ″

تو ہو اگر کم عیار، میں ہوں اگر کم عیار
موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات! ″

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رو جس میں نہ دن ہے نہ رات! ″

آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہنر
کارِ جہاں بے ثبات، کارِ جہاں بے ثبات! ″

زمانہ کہ زنجیرِ ایام ہے
دموں کے الٹ پھیر کا نام ہے ″

آہ یہ دنیا! یہ ماتم خانۂ برنا و پیر
آدمی ہے کس طلسمِ دوش و فردا میں اسیر (بانگِ درا)

اول و آخر فنا باطن و ظاہر فنا
نقشِ کہن ہو کہ نو منزلِ آخر فنا (بالِ جبریل)

حقیقت میں روحِ ابد ہے زمانہ
یہ امروز و فردا ہیں تیرا فسانہ
(بانگِ درا)

تیری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
میری نگاہ میں ثابت نہیں وجود تیرا

(ضرب

جہاں کی روح رواں لا الٰہ الّا ھُو
مسیح و میخ و چلیپا یہ ماجرا کیا ہے

(ارمغان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

توحید و شان

(بندہ اور خدا کے راز و نیاز)

باب چہارم

کلام اقبال ترتیب وار (حصہ اوّل)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　　واحدامت و توحید اور ذات

نفی ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا　　لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الا اللہ کا　(بانگِ درا)
خودی کا سرِ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　　خودی ہے تیغ فساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　(ضربِ کلیم)
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے　　صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　〃
کیا تو نے متاعِ غرور کا سودا　　فریبِ سود و زیاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　〃
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند　　بتانِ وہم و گماں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　〃
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری　　نہ ہے زماں نہ مکاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　〃
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند　　بہار ہو کہ خزاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　〃
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں　　مجھے ہے حکمِ اذاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　〃
تیری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود　　میری نگاہ میں ثابت نہیں وجود تیرا　〃
بہار زندگی میں ابتدا لا انتہا اِلّا　　پیامِ موت ہے جب لا ہوا اِلّا سے بیگانہ　〃
وہ ملت روح جس کی لا سے آگے بڑھ نہیں سکتی　　یقیں جانو ہوا لبریز اس ملت کا پیمانہ　〃
جو ہر میں ہو لا اِلٰہ تو کیا خوف　　تعلیم ہو گر فرنگیانہ!　〃
رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا　　اتر گیا جو تیرے دل میں لَا شَرِیْکَ لَہٗ　〃
این دو حرف لا اِلٰہ گفتار نیست　　لا الٰہ جز تیغ بے زنہار نیست　(جاوید نامہ)
اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تیری　　تیرے بدن میں اگر سوز لَا اِلٰہ نہیں!　(ضربِ کلیم)
موجِ غم پر رقص کرتا ہے حبابِ زندگی　　ہے الٰہ کا سورہ بھی جزوِ کتابِ زندگی　(بانگِ درا)
حریفِ نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم　　نگاہ چاہیئے اسرارِ لَا اِلٰہ کے لئے　(ضربِ کلیم)
گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا　　کہاں سے آئے صدا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　(بالِ جبریل)

مٹا دیا میرے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الٰہ الا ھو! (ب

قلندر جز دو حرف لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لا الٰہ الا!
لغت غریب جب تک ترا دل نہ دے گواہی

علم کا موجود، اور فقر کا موجود اور
اشہد ان لا الٰہ اشہد ان لا الٰہ

صنم کدہ ہے جہاں اور مرد حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے

شوق میری لے میں ہے شوق میری نے میں ہے
نغمۂ اللہ ھو میرے رگ و پے میں ہے

مرد سپاہی ہے وہ اس کی زرہ لا الٰہ
سایۂ شمشیر میں اس کی پنہ لا الٰہ

تجھ سے گریباں میرا مطلع صبح نشور!
تجھ سے میرے سینے میں آتش اللہ ھو!

لا و الا

نہاد زندگی میں ابتدا لا انتہا الا
پیام موت ہے جب لا ہوا الا سے بیگانہ! (ض

وہ ملت روح جس کی لا سے آگے بڑھ نہیں سکتی!
یقین جانو ہوا لبریز اس ملت کا پیمانہ!

توحید

خودی سے اس طلسم رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا (بانگ

عرب کے سوز میں ساز عجم ہے
حرم کا راز توحید امم ہے (بال

تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب
کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے (بانگ

نور توحید سے گر قوت بیدار ہے تو
اپنی قوت کا یہاں آپ ہی بیدار ہے تو

یہاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے (ضر

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے فقط اک مسئلۂ علم کلام

روشن اس ضو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو
خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام

میں نے اے میر سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام

آہ اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیہ
وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام

فرد از توحید لاہوتی شود ملت از توحید جبروتی شود (جاوید نامہ)

ترجمہ: فرد توحید سے لاہوتی ہوتا ہے اور ملت توحید سے جبروتی ہوتی ہے

ملتے چوں شود توحید مست قوت و جبروت می آید بدست ،،

ترجمہ: ملت جب توحید سے مست ہوتی ہے تو قوت و جبروت اسکے ہاتھ آتے ہیں

نقش توحید کا ہر دل میں بٹھایا ہم نے زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے (بانگِ درا)

ہم تو رخصت ہوئے اوروں کے سنبھالی دنیا پھر نہ کہنا ہوئی توحید سے خالی دنیا ،،

ذات الٰہی

اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات حق یہ ہے کہ زندہ و پائندہ تری ذات (بالِ جبریل)

ہم بند شب و روز میں جکڑے ہوئے بندے تو خالقِ اعصار و نگارندۂ آفات ،،

اللہ پاک کی پہچان

اگر ہوتا وہ مجذوبؔ فرنگی اس زمانے میں تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے؟ ،،

(ے جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی نیٹشا جو اپنے قلبی وارداتؔ کا صحیح اندازہ نہ کرسکا اور اس لئے اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راستہ پر ڈال دیا۔

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاج ملوک اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم ،،

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟ کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟ ،،

کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد سازگار خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب ،،

کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوئے انقلاب ،،

وہ میرا رونق محفل کہاں ہے مری بجلی میرا حاصل کہاں ہے ! ،،

مقام اس کا ہے دل کی خلوتوں میں خدا جانے مقام دل کہاں ہے ! ،،

نگہ الجھی ہوئی رنگ و بو میں خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں ،،

نہ چھوڑ اے دل فغان صبحگاہی اماں شاید ملے اللہ ھو میں ،،

عشق الٰہی اور دیدار الٰہی

دیکھنے والے یہاں بھی دیکھ لیتے ہیں تجھے
پھر یہ وعدہ حشر کا صبر آزما کیوں کر ہوا

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

ہو دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

میں انتہائے عشق ہوں تو انتہائے حسن
دیکھے مجھے کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

چھپتی نہیں ہے یہ نگہ شوق ہم نشیں!
پھر اور کس طرح انہیں دیکھا کرے کوئی

اڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پہ کلیم
طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

نظارے کو یہ جنبش مژگاں بھی بار ہے
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

شوخی سی ہے سوال مکرر میں اے کلیم
شرطِ رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی
مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں

ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں؟

پھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے ما عرفنا پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

تھا ارنی گو کلیم، میں ارنی گو نہیں
اُس کو تقاضا روا مجھ پہ تقاضا حرام (با

نگہ پیدا کر اے غافل! تجلی عین فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ نہیں سکتا دریا

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں (با

ستم ہو کہ ہو وعدۂ بے حجابی
کوئی بات ہو صبر آزما چاہتا ہوں

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

مانا کہ تری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ میرا انتظار دیکھ

کھلی ہیں ذوقِ دید نے آنکھیں تری اگر — ہر رہ گذر میں نقشِ کفِ پائے یار دیکھ (بانگِ درا)
کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں — کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں ؍؍
طرب آشنائے خروش ہو، تو نوائے محرمِ گوش ہو — وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردۂ ساز میں ؍؍
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں — نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں ؍؍
دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن — نہ تری حکایتِ سوز میں نہ مری حدیثِ گداز میں ؍؍
نمایاں ہے کثرت میں وحدت کا جلوہ — جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے ؍؍
کھینچے خود بخود جانبِ طورِ موسیٰ — کشش تری اے شوقِ دیدار کیا تھی ؍؍
کچھ دکھانے دیکھنے کا تھا تقاضا طور پر — کیا خبر ہے تجھ کو اے دل فیصلہ کیوں کر ہوا ؍؍

انسان کو پیدا کرنے کے اثرات

اور اللہ پاک سے چند سوالات

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں! — غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں! (بالِ جبریل)
حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں — میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں! ؍؍
گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند — میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں ؍؍
گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود — گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں ؍؍

تو نے یہ کیا غضب کیا! مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!

اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا؟ — مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا؟ ؍؍
اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی — خطا کس کی ہے یا رب! لامکاں تیرا ہے یا میرا ؍؍
اسے صبحِ ازل انکار کی جرأت ہوئی کیوں کر؟ — مجھے معلوم کیا وہ رازداں تیرا ہے یا میرا؟ ؍؍
محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی قرآن بھی تیرا — مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟ ؍؍

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟

تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی
میری دنیا فغانِ صبح گاہی

تیری دنیا میں محکوم و مجبور
میری دنیا میں تیری بادشاہی

یہ مشتِ خاک یہ صرصر یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ ستم تیری لذتِ ایجاد!

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل!
یہی ہے فصلِ بہاری؟ یہی ہے بادِ مراد؟

قصوروار، غریب الدیار ہوں، لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!

میری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے
وہ دشتِ سادہ، وہ تیرا جہاں بے بنیاد!

خطر پسند طبیعت کو سازگار نہیں
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد!

مقامِ شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں
انہیں کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد!

میری بساط کیا ہے؟ تب و تابِ یک نفس!
شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا!

کر پہلے مجھ کو زندگیِ جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا!

کانٹا وہ دے کہ جسکی کھٹک لازوال ہو
یارب وہ درد جسکی کسک لازوال ہو

خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے
خداوندا! خدائی دردِ سر ہے

ولیکن بندگی! استغفر اللہ
یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

تیرے بندہ پروری سے میرے دن گذر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایتِ زمانہ!
میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟ یہ مکاں کہ لامکاں ہے
یہ جہاں میرا جہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی؟

بندہ پریشان و مفلس اور اللہ پاک سے سوالات

اک مفلسِ خوددار یہ کہتا تھا خدا سے ۔۔۔ میں کر نہیں سکتا گلہ دردِ فقیری (بالِ جبریل)
لیکن یہ بتا تیری اجازت سے فرشتے ۔۔۔ کرتے ہیں عطا مردِ فرومایہ کو میری ″

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے ۔۔۔ بتا کیا تو میرا ساقی نہیں ہے؟ ″
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم! ۔۔۔ بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے ″

سورج تو دل میں لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے ۔۔۔ انجمن پیاسی ہے اور یہ پیمانہ بے صہبا تیرا (بانگِ درا)
یہ نسخہ کائنات ہیں ان کے خزانے معمور ۔۔۔ نہیں محفل میں جنہیں بات بھی کرنے کا شعور! ″

جواب

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا ۔۔۔ ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے ″
نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت ۔۔۔ ہے خوار زمانے میں کبھی جوہرِ ذاتی! (ضربِ کلیم)
شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں ۔۔۔ تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی ! ″
ہاں ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو ۔۔۔ تاریخِ امم جس کو نہیں ہم سے چھپاتی! ″

ہر لحظہ قوموں کے عمل پر نظر اس کی
بُرّاں صفتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی ″

اعلانِ اللہ پاک

شکر شکوہ کو کیا حسنِ ادا سے تو نے ۔۔۔ ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے (بانگِ درا)
ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں ۔۔۔ راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں ″
تربیت عام تو ہے جوہرِ قابل ہی نہیں ۔۔۔ جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں ″

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں ″

اک بات اگر مجھ کو اجازت ہو تو پوچھوں

وہ کون سا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود؟
وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟

مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی!
مغرب کے خداوند درخشندہ فلزات!

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات!

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات!

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک

فرمانِ خدا

(فرشتوں سے!)

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امرا کے در و دیوار ہلا دو!

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

سلطانئ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو!

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو!

حق را بسجودے صنماں را بطوافے
بہتر ہے چراغِ حرم و دیر بجھا دو!

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لیے مٹی کا حرم اور بنا دو!

تہذیبِ نوی کارگہِ شیشہ گراں ہے
آدابِ جنوں شاعرِ مشرق کو سکھا دو!

نبوت

الہام وحی

ایمان

اور

چند انبیاءؑ

جن کا ذکر کلام اقبال میں ہوا ہے

باب پنجم

نبوت

میں نہ عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ فقیہہ / مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام (ضرب کلیم)

ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر / فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلک نیلی فام ″

عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے / یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہ تمام ″

"وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش / جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام!" ″

می توانی منکر یزداں شدن / منکر از شان نبی نتواں شدن (جاوید نامہ)

ترجمہ: ہوسکتا ہے کہ تو خدا کا منکر ہوجائے / مگر نبی کی شان کا انکار ممکن نہیں

دل اگر بندد بہ حق پیغمبری ست / ور ز حق بیگانہ گردد کافری ست ″

ترجمہ: دل اگر خدا سے وابستہ ہو تو پیغمبری ہے / اور اگر خدا سے بیگانہ ہو تو کافری ہے

صد جہاں پیدا دریں نیلی فضاست / ہر جہاں را اولیاء و انبیاء ست ″

ترجمہ: اس نیلگوں آسمان کے نیچے بے شمار جہاں ہیں / اور ہر جہاں کے لئے اولیاء و انبیاء ہیں

خلق و تدبیر و ہدایت ابتداست / رحمۃ للعالمینے انتہاست ″

ترجمہ: تخلیق و تدبیر اور ہدایت ابتدا ہے / اس کی انتہا رحمت العالمینی یعنی پیغمبری ہے

ہر کجا ہنگامہ عالم بود / رحمۃ للعالمینے ہم بود ″

ترجمہ: دنیا کے جس حصہ میں بدامنی پیدا ہو / وہاں ایک رحمت عالم ضرور ہوتا ہے

دم عارف نسیم صبحدم ہے / اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے (بال جبریل)

اگر کوئی شعیب آئے میسر / شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی / اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف ″

دلبری بے قاہری جادوگری ست / دلبری با قاہری پیغمبری ست (زبور عجم)

ترجمہ: دلوں کا موہ لینا قاہری یعنی اقتدار کے بغیر جادوگری ہے اگر دلبری قاہری کے ساتھ ہو تو پیغمبری است۔

مصطفیٰ اندر حرا خلوت گزید مدتے جز خویشتن کس را ندید (جاوید نامہ)

ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حرا میں تنہائی اختیار کئے ایک مدت تک کسی کو نہیں دیکھا۔

او کلیمؑ او مسیحؑ و او خلیلؑ او محمدؐ او کتاب او جبرئیل "

ترجمہ مرد حق موسیٰؑ و عیسیٰؑ و ابراہیمؑ او محمدؐ کی مانند ہے اور کتاب اللہ جبرئیل کی طرح ہے۔

وحی اور الہام

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں راہبر ہو ظن و تخمیں تو زبوں کار حیات (ضرب کلیم)

فکر بے نور ترا، جذب عمل بے بنیاد! سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شب تار حیات "

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیوں کر گر حیات آپ نہ ہو شارح اسرار حیات "

خصوصیت نہیں کچھ اس میں اے کلیم تری شجر حجر بھی خدا سے کلام کرتے ہیں (بانگ درا)

شل کلیمؑ ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف (بال جبرئیل)

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف "

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد (ضرب کلیم)

ہو بندہ آزاد اگر صاحب الہام ہے اس کی نگہ فکر و عمل کے لئے مہمیز (بال جبرئیل)

وحئ حق بینندۂ سود ہمہ در نگاہش سود و بہبود ہمہ (جاوید نامہ)

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز (ضرب کلیم)

ایمان

خوف حق عنوان ایمان است و بس خوف غیر از شرک پنہان است و بس (رموز بیخودی)

ترجمہ: خدا کا خوف ہی ایمان کی بنیاد ہے غیر اللہ کا خوف چھپا ہوا شرک ہے

آج بھی ہو جو براہیم کا ایمان پیدا آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا (بانگ درا)

دل بے قید من با نور ایمان کافری کردہ حرم را سجدہ آوردہ بتاں را چاکری کردہ (زبور عجم)

ترجمہ: میرا بے قید دل نور ایمان سے کفر کیا ہوا ہے۔ کعبہ کو سجدہ کرتا ہے اور غلامی بتوں کی کرتا ہے۔

از غلامے لذت ایماں مجو   گرچہ باشد کہ وہ حافظ قرآن مجو دپس چہ باید کر
ترجمہ: ایمان کی لذت کسی غلام سے تلاش نہ کرو۔ اگرچہ کہ وہ حافظ قرآن ہی کیوں نہ ہو
بہ آں مومن خدا کارے ندارد   کہ در تن جان بیدارے ندارد (ارمغان ح
ترجمہ: اس مسلمان کا خدا سے کوئی تعلق نہیں   جو اپنے جسم میں بیدار جان نہیں رکھتا
سر دیں صدق مقال اکل حلال   خلوت و جلوت تماشائے جلال (جاوید نامہ
ترجمہ: دین و ایمان کا راز سچ بات کہنے اور حلال غذا کھانے میں ہے
یہہ دو چیزیں تنہائی اور انجمن میں جلال کا تماشا دکھاتی ہیں
در رہ دیں سخت چوں الماس زی   دل بحق بربند و بے وسواس زی (جاوید نام
ترجمہ: ایمان و دین کے راستہ میں الماس کی طرح سخت رہ
دل کو خدا سے وابستہ رکھ اور بغیر وسوسوں کے زندہ رہ

کہیں سجادہ وہ عمامہ رہزن   کہیں ترسا بچوں کی چشم بیباک (بال جبر
ردائے دین و ملت پارہ پارہ   قبائے ملک و ملت چاک در چاک "
میرا ایمان تو ہے باقی ولیکن   نہ کھا جائے کہیں شعلے کو خاشاک "
آگ ہے، اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے   کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے (بانگ درا
ذوق حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمان خلیل   ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن "
یقیں مثل خلیل آتش نشینی!   یقیں اللہ مستی خود گزینی! (بال جبر
سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار   غلامی سے بتر ہے بے یقینی! "
براہیمی نظر پیدا اگر مشکل سے ہوتی ہے   ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں (بانگ در
ولایت بادشاہی علم اشیاء کی جہانگیری   یہ سب کیا ہیں فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں "
ثبات زندگی ایمان محکم سے ہے دنیا میں   کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی "

موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کفر اور اسلام کا راز سمجھاتے ہیں

(تضمین بر شعر ملا رضی دانش)

ایک دن اقبالؔ نے پوچھا کلیمؑ طور سے — اے کہ تیرے نقشِ پا سے وادیٔ سینا چمن (بانگ درا)
آتشِ نمرود ہے اب تک جہاں میں شعلہ ریز — ہو گیا آنکھوں سے پنہاں کیوں ترا سوزِ کہن ،،
تھا جوابِ صاحبِ سینا کہ مسلم ہے اگر — چھوڑ کر غائب کو تو حاضر کا شیدائی نہ بن ،،
ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیلؑ — ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن ،،
ہے اگر دیوانۂ غائب تو کچھ پروا نہ کر — منتظر رہ وادیٔ فاراں میں ہو کر خیمہ زن ،،
عارضی ہے شانِ حاضر سطوتِ غائب مدام — اس صداقت کو محبت سے ہے ربطِ جان و تن ،،
شعلۂ نمرود ہے روشن زمانہ میں تو کیا — "شمع خود را می گدازد درمیانِ انجمن" ،،

"نورِ ما چوں آتشِ سنگ از نظر پنہاں خوش است" ،،

خضر علیہ السلام

ساحلِ دریا پہ میں اک رات تھا محوِ نظر — گوشۂ دل میں چھپائے اک جہانِ اضطراب ،،
شب سکوت افزا ہوا آسودہ دریا نرم سیر — تھی نظر حیراں کہ یہ دریا ہے یا تصویرِ آب ،،
جیسے گہوارہ میں سو جاتا ہے طفلِ شیر خوار — موجِ مضطر تھی کہیں گہرائیوں میں مستِ خواب ،،
رات کے افسوں سے طائر آشیانوں میں اسیر — انجمِ کم ضو گرفتارِ طلسمِ ماہتاب! ،،
دیکھتا کیا ہوں کہ وہ پیکِ جہاں پیما خضر — جس کی پیری میں ہے مانندِ سحر رنگِ شباب ،،

کہہ رہا ہے مجھ سے اے جویائے اسرارِ ازل
چشمِ دل وا ہو تو ہے تقدیرِ عالم بے حجاب! ،،

مٹا دیا میرے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو

○

خاتم النبین

ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام رضؓ

طلوع اسلام اور عروج اسلام کے ادوار

باب ششم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کے غلام اقبالؔ کی زبان

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے (بانگ درا)
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے — نفس ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے //
دشت میں دامن کہسار میں میدان میں ہے — بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے //
چین کے شہر مراکش کے بیاباں میں ہے — اور پوشیدہ مسلماں کے ایماں میں ہے //
تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح — غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح //
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے — رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے //
ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو — چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو //
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو — بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو //
مٹا دیا مرے ساقی نے عالم من و تو — پلا کے مجھ کو مئے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو (بال جبریل)
تو اے مولائے یثربؐ آپ میری چارہ سازی کر — مری دانش ہے افرنگی مرا ایماں ہے زنّاری //
اسی دریا سے اُٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی — نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا //
تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا — عشق تمام مصطفےٰ عقل تمام بولہب //
سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ سے مجھے — کہ عالم بشریت کی زد میں گردوں! //
وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کل جس نے — غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا //
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر — وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ! //

سالار کارواں ہے میر حجاز[2] اپنا — اسی نام سے باقی آرام جہاں ہمارا — دبانگ درا
وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے — میر عرب[2] کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے — ″
ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی[2] — دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی — ″
خوشا وہ وقت کہ یثرب[2] مقام تھا اسکا — خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا[2] — ″

شبِ معراج

(۱)

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز — سجدہ کرتی ہے سحر جسکو وہ ہے آج کی رات — ″
رہ یک گام ہے ہمت کے لئے عرش بریں — کہہ رہی ہے یہ مسلماں سے معراج کی رات — ″

قصیدۂ معراجیہ

(۲)

ہر دو جہاں میں ذکر حبیب[ص] خدا ہے آج — ہر ذرے کی زباں پر صلِ علیٰ ہے آج — ″
معراج مصطفےٰ[2] سے کھلا عقدہ حیات — اُدرح نبی میں جلوۂ روح خدا ہے آج — ″
"قوسین" میں ثبوت ہے اس جذب شوق کا — ہر لمحہ ذکر و فکر میں درس بقا ہے آج — ″
اک جست ہی میں طے ہیں دو عالم و سعتیں — اور رشتہ زماں و مکاں کٹ گیا ہے آج — ″
طائر حریم قدس کے سب نغمہ سنج ہیں — روح الامیں بھی شوق میں مدحت سرا آج — ″
جو منتظر ازل سے تھا اس کے قدم کا — بہر نبی[2] وہ گنبد بے در کھلا ہے آج — ″
حوریں خوش آمدید پکاریں بہشت میں — از فرش تا بہ عرش صدا مرحبا ہے آج — ″
یہ رات وہ ہے جس پہ کرے رشک دن کا نور — سایہ ہر ایک سایۂ بال ہما ہے آج — ″
عشق نبی[2] میں قبلہ نما سے ہوں بے نیاز — نور یقین سے قلب ہی قبلہ نما آج — ″

اقبال آکے پھر اسی چوکھٹ پہ جھک پڑیں
آغوش رحمت اس کی اسی طرح وا ہے آج — ″

حضور رسالت مآبؐ میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا — جہاں سے باندھ کے رخت سفر روانہ ہوا (بانگ درا)
قیود شام و سحر میں بسر تو کی لیکن — نظام کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا ״

فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو
حضور آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجھ کو

کہا حضورؐ نے اے عندلیب باغ حجاز! — کلی کلی ہے تری گرمئ نوا سے گداز ״
ہمیشہ سرخوش جام ولا ہے دل تیرا — فتادگی ہے تری غیرت سجود نیاز ״
اڑا جو پستئ دنیا سے تو سوئے گردوں — سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعت پرواز ״

نکل کے باغ جہاں سے برنگ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا؟ ״

حضورؐ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی — تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی ״
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں — وفا کی جس میں ہو "بو" وہ کلی نہیں ملتی ״
مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں — جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی ״

جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں ״

اے تجھؐ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر — اے تیری ذات باعث تکوین روزگار ״

شفاخانۂ حجاز (حب رسولؐ)

اک پیشوائے قوم نے اقبال سے کہا — کھلنے کو جدہ میں ہے شفاخانۂ حجاز ״
ہوتا ہے تیری خاک کا ہر ذرہ بے قرار — سنتا ہے تو کسی سے جو افسانۂ حجاز ״
دست جنوں کو اپنے بڑھا جیب کی طرف — مشہور تو جہاں میں ہے دیوانۂ حجاز ״

دار الشفا حوالیٔ بطحا میں چاہیے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہیے　(بانگ درا)

میں نے کہا کہ موت کے پردے میں ہے حیات　　پوشیدہ جس طرح ہو حقیقت مجاز میں　"
تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا　　پایا نہ خضر نے مئے عمر دراز میں　"
اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی　　میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں　"

آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا؟
رکھتے ہیں اہل درد مسیحا سے کام کیا؟　"

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
ترجمہ: اپنے آپ کو مصطفیٰ تک پہنچا دیا یعنی سنت کی پیروی کی تو سمجھ لے کہ اصل اسلام یہی ہے۔
اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است　(ارمغان حجاز)
ترجمہ: اگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تیری رسائی نہ ہوئی تو سمجھ لے کہ تیرا عمل کیا ہی اچھا کیوں نہ ہو بولہبی ہے۔

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امت کو　　وصالِ مصطفوی، افتراق بولہبی　(ضرب کلیم)
نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا　　محمد عربی سے ہے عالم عربی!　"
ہر زمانے میں دگرگوں ہے طبیعت اس کی　　کبھی شمشیر محمد ہے، کبھی چوب کلیم!　"
الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر　　حافظِ ناموس زن، مرد آزما مرد آفریں
(ارمغان حجاز)

خواب گاہ مصطفیٰ یعنی مدینہ کی زمین

وہ زمیں ہے تو، مگر اے خواب گاہ مصطفیٰ　　دید ہے کعبے کو تیری حج اکبر سے سوا　(بانگ درا)
خاتم ہستی میں تو تاباں ہے مانند نگیں　　اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمیں　"
تجھ میں راحت اس شہنشاہ معظم کو ملی　　جس کے دامن میں اماں اقوام عالم کو ملی　"
نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالم کے ہوئے　　جانشیں قیصر کے، وارث مسند جم کے ہوئے　"

ہے اگر قومیت اسلام پابند مقام — ہند ہی بنیاد ہے اس کی نہ فارس ہے نہ شام (بانگ درا)

آہ یثرب! دیس ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تو — نقطۂ جاذب تاثر کی شعاعوں کا ہے تو ؎

جب تک باقی تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں
صبح ہے تو اس چمن میں گوہرِ شبنم بھی ہیں ؎

میں نے اے میرِ سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام (ضربِ کلیم)

اے روحِ محمدؐ

شیرازہ ہوا ملّتِ مرحوم کا ابتر! — اب تو ہی بتا، تیرا مسلمان کدھر جائے ؎
وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں — پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے! ؎
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد — اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے! ؎
اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے! ؎

خوابگاہِ نبیؐ پہ رو رو کے

کل ایک شوریدہ خوابگاہِ نبیؐ پہ رو رو کے کہہ رہا تھا
کہ مصر و ہندوستان کے مسلم بنائے ملّت مٹا رہے ہیں ؎
یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں ؎
غضب ہیں یہ "مرشدانِ خود بیں" خدا تیری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں ؎
سنے گا اقبالؔ کون ان کو یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں ؎

ایک حاجی مدینے کے راستے میں

بانگ د

قافلہ لوٹا گیا صحرا میں اور منزل ہے دور
اس بیاباں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دور
ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو ہو کے بیدل سوئے بیت اللہ پھرے
اس بخاری نوجوان نے کس خوشی سے جان دی!
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی!
خنجرِ رہزن اسے گویا ہلالِ عید تھا
ہائے یثرب دل میں لب پر نعرہ توحید تھا
خوف کہتا ہے کہ یثرب کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ "تو مسلم ہے" بیباکانہ چل
بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا؟
عاشقوں کو روزِ محشر منہ نہ دکھاؤں کیا ؟
خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرتِ مدفونِ یثرب میں یہی مخفی ہے راز
گو سلامت محمل شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے
آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے
اور تاثر آدمی کا کس قدر بیباک ہے!

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی
یہ موج پریشاں خاطر کو پیغام لب ساحل نے دیا
ہے دور وصال بحر ابھی تو دریا میں گھبرا بھی گئی
عزت ہے محبت کی قائم اے قیس حجاب محمل سے
محمل جو گیا عزت بھی گئی غیرت بھی گئی لیلا بھی گئی
کی ترک تگ و دو قطرے نے تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگی فطرت بھی گئی اور کشمکش دریا بھی گئی

نکلی تو لبِ اقبال سے ہے کیا جانئے کس کی ہے یہ صدا
پیغام سکوں پہنچا بھی گئی دل محفل کا تڑپا بھی گئی

حُبِ رسول

جنگ یرموک ۔ حضرت ابو عبیدہ اور نوجوان مجاہد عاشق رسول

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند — تھی منتظر حنا کی عروس زمین شام
اک نوجوان صورت سیماب مضطرب — آکر ہوا امیر عسا کر سے ہم کلام
اے بو عبیدہؓ رخصت پیکار دے مجھے — لبریز ہوگیا مرے صبر و سکوں کا جام
بیتاب ہو رہا ہوں فراق رسولؐ میں — اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام
جاتا ہوں میں حضورؐ رسالت پناہ میں — لیجاؤ نگا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام
یہ ذوق و شوق دیکھ کے پُرنم ہوئی وہ آنکھ — جس کی نگاہ تھی صفت تیغ بے نیام
بولا امیر فوج کہ وہ نوجواں ہے تو — پیروں پہ ترے عشق کا واجب ہے احترام
پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد ! — کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام
پہنچے جو بارگاہ رسولؐ امیں میں — کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے (بانگ درا)

صحابہ کی شان

صحابہ کی زبان سے نہیں ان کے اعمال کی زبان سے

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر — کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر
بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی تورانی بھی — اہل چین چین میں ایران میں ساسانی بھی
اسی معمور میں آباد تھے یونانی بھی — اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی
تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں — خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کیلئے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کیلئے
ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل میں بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

تو ہی کہدے کہ اکھاڑا در خیبر کس نے
شہر قیصر کا جو تھا اسکو کیا سر کس نے
توڑے مخلوق خداوند کے پیکر کس نے
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے
کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدۂ ایران کو
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو

کونسی قوم فقط تری طلبگار ہوئی
اور تیرے لئے رحمت کش پیکار ہوئی
کس کی شمشیر جہانگیر جہاندار ہوئی
کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی
کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے ہو اللہ احد کہتے تھے

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

محفل کون و مکاں میں سحر و شام پھرے
مئے توحید کو لے کر صفت جام پھرے
کوہ میں دشت میں لیکر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے
صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوع انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

منزل دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے
بت صنم خانوں میں کہتے ہیں مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبے کے نگہبان گئے

ترے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
ترے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ

ایک دن رسولِ پاکؐ نے اصحاب سے کہا | دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار (بانگ درا)
ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے | اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار "
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور | بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار "
لائے غرض کہ مال رسولِ امیںؐ کے پاس | ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار "
پوچھا حضورِ سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ | اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار "
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟ | مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار "
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق | باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار "
اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا | جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار "
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت | ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار "
ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس | اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار "
بولے حضورؐ چاہیئے فکرِ عیال بھی | کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار "
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر | اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار "

پروانہ کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس "

صدیق اکبرؓ علامہ اقبال کے خواب میں تشریف فرما اور نصیحت

(۲)

۱۔ من شبے صدیقؓ را دیدم بخواب | گل ز خاکِ راہِ چیدم بخواب (رموزِ بیخودی)
۲۔ آں امن الناس بر مولائے ما | آں کلیم اولِ سینائے ما "
۳۔ ہمت او کشتِ ملت را چو ابر | ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر "
۴۔ گفتمش اے خاصہ خاصانِ عشق | عشق تو سرِ مطلعِ دیوانِ عشق "

۵۔ بختہ از دستِ اساس کارِ ما | چارۂ فرمائیے آزارِ ما !! درمو
۶۔ گفت تا کے در ہوس گردی اسیر | آب و تاب از سورۂ اخلاص گیر

ترجمہ (۱) : علامہ اقبال فرماتے ہیں ایک شب میں نے خواب میں اس ذات گرا دیکھا جن کا نام پاک صدیقؓ ہے۔ میں نے خواب ہی میں آپ کے قدموں کی خ سے پھول چن لئے۔

(۲) وہ صدیق اکبرؓ جن کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھ پر بلحاظ رفاقت بلحاظ مال و دولت ابوبکرؓ کے اس قدر احسانات ہیں کہ دنیا میں کسی کے نہ جو اسلام کو سب سے پہلے قبول کرنے والی جلیل القدر ہستی ہے۔

(۳) اس پاک ہستی کی ہمت امت کے لئے ابرِ رحمت کی طرح سروں پر رہی جس نے ا کی کھیتی پر برس کرامت کی کھیتی کو سرسبز و شاداب فرمایا۔

(۴) آپ اسلام کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے اسی طرح واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق فرمانے والے غارِ ثور میں اللہ اور رسولؐ کے ساتھ رہنے والے اور وفات رسالت مآب سے وابستہ رہنے والے ہیں یعنی پہلو میں استراحت فرما ہیں۔

(۵) جب خواب میں آپ کی جلیل القدر ہستی مجھے نظر آئی تو میں نے پوچھا اے عشق عارف اے خاصۂ خاصانِ عشق کے دیوان کے مطلع یعنی شعرا دلیں ہیں آپ اپنے دستِ مبارک سے "ہمارے بگڑے کاموں" یعنی قوم کے زوال کی ... انداز سے چارہ سازی فرمائیے اور تباہی اور زوال کی راہ سے بچائیے۔

(۶) اس مقدس ہستیؓ نے مقدس زبان مبارک کو جنبش دی اور اسطرح رہنمائی "کب تک ہوس اور خواہشات کا شکار رہو گے۔ آنکھیں کھولو اور سورہ اخ سے روشنی حاصل کر کے زوال کے غار سے باہر آؤ۔

دل کی بیداری اور مقاماتِ حضرت فاروقؓ حضرت علیؓ اور حضرت خالدؓ

دل بیدار فاروقی، دل بیدار کراری | مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری دبا
بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن | اس زمانہ میں کوئی حیدرِ کرار بھی ہے

کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدر زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی ! (بالِ جبریل)
قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن یا خالدؓ جانباز ہے حیدؓ کرار ! (ضربِ کلیم)
صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق ! (بالِ جبریل)
حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے (بانگِ درا)
گرمیِ مہر کی پروردہ ہلالی دُنیا عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا ″
قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات (بالِ جبریل)
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے دلِ مرتضیٰؓ سوزِ صدیقؓ دے ″
حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی ″
غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم نہایت اس کی حسینؓ ابتداء ہے اسمٰعیلؑ ″

حضرت علی کی شان

چوں علیؓ در ساز با نانِ شعیر گردنِ مرحب شکن خیبر بگیر (رموزِ بیخودی)

ترجمہ: حضرت علیؓ جن کی غذا جو کی روٹی تھی۔ کس طرح جنگ خیبر میں مرحب جیسے پہاڑ نما پہلوان کی گردن اڑادی۔

۱۔ بانوے آں تاجدارِ ھل اَتیٰ مرتضےٰؓ مشکل کشا شیرِ خدا ″
۲۔ پادشاہ و کلبہ ایوان او یک حسام و یک زرہ سامان او ″

ترجمہ: (۱) حضرت خاتونِ جنتؓ تاجدار ھل اَتیٰ حضرت علیؓ مشکل کشا شیرِ خدا کی اہلیہ ہیں وہ حضرت علیؓ جو فقر کی سلطنت کے شہنشاہ تھے۔

۲۔ جو درحقیقت زبردست بادشاہ ہیں۔ اس عالیشان بادشاہ کا محل ایک چھوٹا جھونپڑا اور کٹیا تھی اور فقر کے شہنشاہ کا ساز و سامان کروفر اور خزانے کی کل کائینات ایک تلوار اور ایک زرہ تھی۔

حضرت بلالؓ

(۱)

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا — حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا (بانگ درا)
ہوئی اسی سے ترے غم کدے کی آبادی — تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی 〃
وہ آستانہ نہ چھوٹا تجھ سے ایکدم کیلئے — کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لئے 〃
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں — ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں 〃
نظر تھی صورت سلمانؓ ادا شناس تری — شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری 〃
تجھے نظارے کا مثل کلیم سودا تھا — اویسؓ طاقت دیدار کو ترستا تھا 〃
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا — ترے لئے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا 〃
تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرت دید — خنک دلے کہ تپید و دمے نیا سائید 〃
گری وہ برق تری جانِ ناشکیبا پر — کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دست موسیٰؑ پر 〃
تپش بہ شعلہ گرفتند و بر دل تو زدند — چہ برق جلوہ بخاشاک حاصل تو زدند 〃
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری — کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری 〃
اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی — نماز اس کے نظارے کا ایک بہانہ بنی 〃

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا 〃

حضرت بلالؓ

(۲)

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے — اہلِ قلم میں جس کا بہت احترام تھا 〃
جولانگہ سکندر رومی کا ایشیا — گردوں سے بھی بلند تر اس کا مقام تھا 〃
تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے — دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا 〃
دنیا کے اس شہنشہ انجم سپاہ کو — حیرت سے دیکھتا فلک نیل فام تھا 〃

آج ایشیا میں اسکو کوئی جانتا نہیں — تاریخ داں بھی اسے پہچانتا نہیں (بانگ درا)
لیکن بلالؓ وہ حبشی زادہ حقیر — فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر ”
جس کا امیں ازل سے ہوا سینۂ بلال — محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر ”
ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط — کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر ”
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز — صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخ پیر ”

اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے ”

شان سلمان فارسیؓ

فارغ ارباب دام و اعمام باش — ہمچو سلمانؓ زادہ اسلام باش

ترجمہ و مطلب : تو بھی سلمان فارسیؓ کی طرح بن جا۔ جس طرح سلمان فارسی سے پوچھا گیا کہ آپ کا نسب و حسب کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ سلمان ابن اسلام یعنی میں مسلمان ہوں اور اسلام کا بیٹا۔ تو بھی اسلام پر فخر کر اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنا چھوڑ دے۔

مقامِ بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثریّا تمام لات و منات

(ارمغانِ حجاز)

کافر اور مومن

مسلم کی پیدائش کا مقصد اور ہمتِ مسلم

مقامِ اعلیٰ مومن و مسلمان ۔ پابندی احکامِ الٰہی

اور اسلام

اسلام

روحِ اسلام کی ہے نورِ خودی نارِ خودی
زندگانی کے لئے نارِ خودی نورِ حضور!

یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصلِ نمود
گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور

فقط اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور!

(ضربِ کلیم)

باب ہفتم

کافر اور مومن

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری — مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی (بال جبریل)

کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلماں — مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی 〃

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ — مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی 〃

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے — مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق 〃

طبع مسلم از محبت قاہر است — مسلم از عاشق نباشد کافر است (اسرار خودی)

ترجمہ: مسلمان کی فطرت محبت کی بناء پر قہاریت اختیار کرتی ہے اگر مسلمان عاشق نہ ہو تو وہ کافر ہے۔

کافر بیدار دل پیش صنم — بہ ز دیندارے کہ خفت اندر حرم 〃

ترجمہ: اگر کوئی کافر بت کے سامنے بیدار دل ہے وہ اس دیندار سے بہتر ہے جو حرم میں سویا ہوا ہے۔

مومن از عزم و توکل قاہر است — گر نہ دارد این دو جوہر کافر است (پس چہ باید کرد)

ترجمہ: مومن اپنے عزم و توکل کی بنا پر دبدبے والا ہے جس میں یہ دو جوہر نہ ہوں وہ کافر ہے۔

دل بے قید من با نور ایمان کافری کردہ — حرم را سجدہ آوردہ بتاں را چاکری کردہ (زبور عجم)

ترجمہ: میرا بے قید دل نور ایمان سے کفر کیا ہوا ہے۔ کعبہ میں سجدے کرتا ہے اور نوکری بتوں کی کرتا ہے۔

منکر حق نزد ملّا کافر است — منکر خود نزد من کافر تر است 〃

ترجمہ: ملّا کے نزدیک خدا کا انکار کرنے والا کافر ہے اور میرے نزدیک سب سے بڑا کافر وہ ہے جو خود کا منکر ہے۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی — نہ ہو تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق (بال جبریل)

مُسلم کی پیدائش کا مقصد اور ہمّتِ مُسلم

(جون ۱۹۱۲ء میں "مسلم" پر "بانگ درا" میں علامہ اقبال نے اٹھارہ اشعار لکھے ہیں ان میں سے آٹھ اشعار پیش ہیں)

ہر نفس موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے — اور مسلم کے تخیل میں جسارت اس سے ہے

حق نے عالم اس صداقت کیلئے پیدا کیا — اور مجھے اسکی حفاظت کے لئے پیدا کیا

دہر میں غارت گرِ باطل پرستی میں ہوا — حق تو یہ ہے حافظِ ناموسِ ہستی میں ہوا

میری ہستی پیرہن عریانیِ عالم کی ہے — میرے مٹ جانے سے رسوائی بنی آدم کی ہے

قسمتِ عالم کا مسلم کوکبِ تابندہ ہے — جس کی تابانی سے افسونِ سحر شرمندہ ہے

آشکارا ہیں میری آنکھوں پہ اسرارِ حیات — کہہ نہیں سکتے مجھے نومید پیکارِ حیات

کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے — ہے بھروسہ اپنی ملت کے مقدر پر مجھے

یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار — فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز — جگر پُر خوں، نفس روشن، نگہ تیز

میسّر ہو کسے دیدار اس کا — کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز (ارمغانِ حجاز)

مسلمان کی شان اور اسکا مقامِ اعلیٰ

(بانگ درا)

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی — ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے 〃

مکاں فانی مکیں فانی ازل تیرا ابد تیرا — خدا کا آخری پیغام ہے تو جاوداں تو ہے 〃

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا — تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے 〃

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی — جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے 〃

جہانِ آب و گِل سے عالمِ جاوید کی خاطر — نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے 〃

یہ نکتہ سرگزشتِ ملّتِ بیضا سے ہے پیدا — کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے 〃

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی — جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا 〃

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے — بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا 〃

مقامِ اعلیٰ مومن و مسلمان

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث — مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے (بال جبریل)
جہاں تمام ہے میراث مرد مومن کی — مرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاک 〃
ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ — غالب و کار آفریں کارکشا کارساز 〃
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل — اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دل نواز 〃
خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات — ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز 〃
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو — رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز 〃
نقطۂ پرکار حق مرد خدا کا یقین — اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز 〃
عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ — حلقۂ آفاق میں گرمیٔ محفل ہے وہ 〃
ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم — رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن (ضرب کلیم)
افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش — خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن 〃
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم — سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا (بانگ درا)
جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں — جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن (ضرب کلیم)
بتا دوں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے — یہ ہے نہایت اندیشہ و کمال جنوں 〃
عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوق جمال — عجم کا حسن طبیعت عرب کا سوز دروں 〃
طلوع ہے صفت آفتاب اس کا غروب — یگانہ اور مثال زمانہ گوناگوں 〃
جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں — ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے (بانگ درا)
نہ اس میں عصر رواں کی حیا سے بیزاری — نہ اس میں عہد کہن کے فسانہ و افسوں (ضرب کلیم)
مومن پہ گراں ہیں یہ شب و روز — دین و دولت قمار بازی! 〃
مومن کی اسی میں ہے امیری — اللہ سے مانگ یہ فقیری! 〃
مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے — مومن کا مقام ہر کہیں ہے (بال جبریل)
ہوں آتش نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش — میں بندۂ مومن ہوں نہیں دانۂ اسپند! 〃

مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش — خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند (بالِ جبریل)

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے — قوتِ فرمانروا کے سامنے بیباک ہے (بانگِ درا)

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے — جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے (بالِ جبریل)

فرنگ سے بہت آگے ہے منزلِ مومن — قدم اٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں! (ضربِ کلیم)

شہادت ہے مطلوب مقصودِ مومن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی (بالِ جبریل)

کہتے ہیں فرشتے کہ دل آویز ہے مومن — حوروں کو شکایت ہے کم آمیز ہے مومن (ضربِ کلیم)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بے باک — عدل اس کا تھا قوی لوثِ مراعات سے پاک (بانگِ درا)

شجرِ فطرتِ مسلم تھا حیا سے نمناک — تھا شجاعت میں ایک ہستی فوق الادراک ″

ہر مسلماں رگِ باطل کے لئے نشتر تھا — اس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا ″

جو بھروسہ تھا اسے قوتِ بازو پر تھا — ہے تمہیں موت کا ڈر اس کو خدا کا ڈر تھا ″

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسکے زورِ بازو کا — نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں ″

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی — اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی ″

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن — گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان (ضربِ کلیم)

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں ″

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی — ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں ″

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن — قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن ″

قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے — دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان ″

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم — دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان ″

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز — آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن ″

ماسوا اللہ را مسلماں بندہ نیست — پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست (اسرارِ خودی)

ترجمہ: مسلمان اللہ کے سوا کسی اور کا غلام نہیں ہوتا۔ وہ کسی بھی فرعون صفت ظالم کے آگے سر خم نہیں کرتا۔

بندۂ درماندہ را گوید کہ خیز — ہر کہن معبود را کن ریز ریز (چہ باید کرد)

ترجمہ: مومن بندہ پسماندہ اور بچھڑے ہوئے بندے کو کہتا ہے کہ اٹھ اور ہر پرانے معبود کو چور چور کر دے۔

خیر را او بازی داند ز شر از نگاہش عالمے زیر و زبر (جاوید نامہ)

ترجمہ: مومن خیر کو شر سے الگ جانتا ہے۔ ادنیٰ اشارے پر ایک عالم تہ و بالا ہو جاتا ہے۔

مرد مومن از کمالات وجود او وجود و غیر او ہر شئے نمود "

ترجمہ: مرد مومن اللہ کے کمالات سے وجود پاتا ہے صرف اس کا وجود معتبر ہے باقی سب دکھاوا ہے۔

نشان مرد حق دیگر چہ گویم چو مرگ آید تبسم بر لب اوست "

ترجمہ: مرد حق کی نشانی اس کے سوا کیا بتلاؤں کہ جب موت آتی ہے تو اس کے ہونٹوں پر تبسم ہوتا ہے۔

مسلمانوں کے عروج کا دور جو ثریا کی چوٹی سے بھی بلند تھا

فتوحات قدم چوم رہی تھیں اور مسلم احکام الٰہی کا پابند تھا

یورپ میں جس گھڑی حق و باطل پہ چھڑ گئی حق خنجر آزمائی پہ مجبور ہو گیا (بانگ درا)
گرد صلیب گردِ قمر حلقہ زن ہوئی لشکری حصار اور نہ میں محصور ہو گیا "
مسلم سپاہیوں کے ذخیرے ہوئے تمام روئے امید آنکھ سے مستور ہو گیا "
آخر امیر عسکری ترکی کے حکم سے آئین جنگ شہر کا دستور ہو گیا "
ہر شئے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل شاہیں گدائے دانۂ عصفور ہو گیا "
لیکن فقیہ شہر نے جس دم سنی یہ بات گرما کے مثل صاعقۂ طور ہو گیا "
"ذمی کا مال لشکر مسلم پہ ہے حرام" فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہو گیا "
چھوٹی نہ تھی یہود و نصاریٰ کا مال فوج
مسلم خدا کے حکم سے مجبور ہو گیا "

ہے میرے سینہ بے نور میں اب کیا باقی
لَا اِلٰہ مردہ و افسردہ بے ذوقِ نمود!

عبادات کا مقام اعلیٰ
مگر

آج کا مسلمان اور لَا اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہ

اور توحید

عبادات • اذاں • نماز • حج • طواف • قربانی

آج کا مسلمان جہاد اور مسئلہ جہاد

• مسلمانانِ عالم اور انکی تباہی اور بیماریاں

• گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

باب ہشتم

آج کا مسلمان اور لا الٰہ الا اللہ

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل	دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں	(ضرب کلیم)
حریف نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم	نگاہ چاہیئے اسرارِ لا الٰہ کے لئے	"
ہے میرے سینۂ بے نور میں اب کیا باقی	لا الٰہ مردہ و افسردہ و بے ذوق نمود	"
اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے تری	ترے بدن میں اگر سوز لا الٰہ نہیں	"
آہ! اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں	حرف لا تدع مع اللہ الٰہاً آخر!	"
وہ رمز شوق کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے	طریق شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیے	"
سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے	تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے	"
لا الٰہ اندر نمازش بود و نیست	نازہا اندر نیازش بود و نیست	(جاوید نامہ)

ترجمہ:- اسکی (ہمارے آبا کی) نماز سے لا الٰہ ظاہر تھا مگر اب ہم میں نہیں رہا۔ ہمارے آبا کی نیازمندی میں ناز تھا مگر اب ہم میں نہیں ہے

لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مے لا سے	مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ اِلّا	(بال جبریل)
گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا	کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ	"
تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحر قدیم!	گذر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوب کلیم!	"

آج کا مسلمان اور توحید اور نکتہ توحید

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی	آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام	(ضرب کلیم)
روشن اس ضو سے اگر ظلمتِ کردار نہ ہو	خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام	"

میں نے اے میرِ سپہ تیری سپہ دیکھی ہے
قُل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہیں نیام (ضربِ کلیم)

آہ اس راز سے واقف ہے نہ مُلّا نہ فقیہہ
وحدتِ افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام ,,

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے ! ,,

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا (بالِ جبریل)

اے لا الٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ ,,

تری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ ,,

مسلماں ہے توحید میں گرمجوش
مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش ,,

تمدن تصوف شریعت کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام ,,

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنایا ہے بت پندار کو اپنا خدا تو نے (بانگِ درا)

کنویں میں تو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا
ارے غافل جو مطلق تھا مقید کر دیا تو نے ,,

اے مسلماں اپنے دل سے پوچھ مُلّا سے نہ پوچھ
ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں حرم ! ,,

عبادت، اذاں، نماز، حج اور طواف

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے (بانگِ درا)

اذاں

اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحر نے
آدم کو بھی دیکھا ہے کسی نے کبھی بیدار (بالِ جبریل)

کہنے لگا مریخ ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزاوار ,,

زہرہ نے کہا اور کوئی بات نہیں کیا؟
اس کرمکِ شب کور سے کیا ہم کو سروکار ,,

بولا مہِ کامل کہ وہ کوکب ہے زمینی!
تم شب کو نمودار وہ دن کو نمودار! ,,

واقف ہو اگر لذتِ بیداریِ شب سے
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پراسرار ,,

آغوش میں اس کی وہ تجلی ہے کہ جس میں
کھو جائیں گے افلاک کے سب ثابت و سیار ,,

ناگاہ فضا بانگِ اذاں سے ہوئی لبریز
وہ نعرہ کہ ہل جاتا ہے جس سے دلِ کہسار (بال جبریل)

سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے | دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب ”
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں | کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں (بانگ درا)

تیری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال | تری اذاں میں نہیں ہے میری سحر کا پیام (ضرب کلیم)
ہے میری بانگِ اذاں میں نہ بلندی نہ شکوہ | کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلمان کا سجود ”
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن | ملّا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور (بال جبریل)
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں | کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور ”
رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی | فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی (بانگ درا)
کانوں پہ ہو نہ مرے دیر و حرم کا احساس | روزن ہی جھونپڑی کا مجھ کو سحر نما ہو ”
دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں | آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں (بال جبریل)

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز | نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا (ضرب کلیم)
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود | ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا ”

یہ کوہ یہ صحرا یہ سمندر یہ ہوائیں | تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی اذائیں (بال جبریل)

وضو، نالہ اور دُعا

پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے | رونا میرا وضو ہو نالہ میری دُعا ہو (بانگ درا)

نماز

ذبح ہونا کوچۂ الفت میں ہے ان کی نماز | ہے صدا تکبیر کی گویا اذانِ اہلِ درد (بانگ درا)
وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام | کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام ”

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں	اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات و منات	(ضربِ کلیم)
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے	ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات	״
ہے تری شان کے شایاں اسی مومن کی نماز	جس کی تکبیر میں ہو معرکۂ بود و نبود!	״
اب کہاں میرے نفس میں وہ حرارت وہ گداز	بے تب و تابِ دروں میری صلوٰۃ اور درود!	״
ہے مری بانگِ اذاں میں نہ بلندی نہ شکوہ	کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلماں کا سجود؟	״
تری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال	تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام!	״
ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک؟	کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک!	״
مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود	خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی	״
یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر	یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا	(بالِ جبریل)
ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود	ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام	(ارمغانِ حجاز)
وہ نشاں سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح	ہو گئی ہے اس سے اب ناآشنا تیری جبیں	(بانگِ درا)
دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا	تو بھی نمازی، میں بھی نمازی!	(بالِ جبریل)
نماز و روزہ و قربانی و حج	یہ سب باقی ہیں، تو باقی نہیں ہے!	״
ترا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور	ایسی نماز سے گذر، ایسے امام سے گذر!	״
وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی	اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!	״
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق	کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے	״
پیکرِ نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا	اس کو میسر نہیں سوز و گدازِ سجود!	״
کافرِ ہندی ہوں میں دیکھ مرا ذوق و شوق	دل میں صلوٰۃ و درود، لب پہ صلوٰۃ و درود	״
قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے	اس کو کیا سمجھیں یہ بے چارے دو رکعت کے امام	״
مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے	من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا	(بانگِ درا)
جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی یہ صدا	ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں	״
اے شیخ امیروں کو مسجد سے نکلوا دے	ہے ان کی نمازوں سے محراب ترش ابرو!	(ضربِ کلیم)
جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب	زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب	(بانگِ درا)
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب	پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب	״
امرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے	زندہ ہے ملتِ بیضا غربا کے دم سے	״

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے (بانگِ درا)

غلاموں کی نماز

کہا مجاہد ترکی نے مجھ سے بعد نماز طویل سجدہ ہیں کیوں اسقدر تمہارے امام ؟ (ضربِ کلیم)
وہ سادہ مردِ مجاہد، وہ مومنِ آزاد خبر نہ تھی اسے کیا چیز ہے نمازِ غلام ″
ہزار کام ہیں مردانِ حُر کو دنیا میں انہیں کے ذوقِ عمل سے ہیں امتوں کے نظام ″
بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم کہ ہے مرور غلاموں کے روز و شب پہ حرام ″
طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے ورائے سجدہ غریبوں کو اور کیا ہے کام ″
خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو
وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام ″

دگرگوں عالمِ شام و سحر کر ؛ جہانِ خشک و تر زیر و زبر کر
رہے تیری خدائی داغ سے پاک ؛ مرے بے ذوق سجدوں سے حذر کر

نور در صوم و صلوٰۃ او نماند جلوہ در کائنات او نماید
ترجمہ :- ان کی (آبا کی) نماز اور روزے میں نور تھا اب ہم میں نہیں ہے (آبا) کی نماز اور روزے میں جلوہ تھا اب نہیں ہے۔

روح چوں رفت از صلوٰۃ و از صیام فرد ناہموار و ملت بے نظام ″
ترجمہ :- جب نماز اور روزے کی روح نکل گئی تو فرد منتشر ہو گئے اور جماعت (قوم) غیر منظم اور منتشر ہو گئی۔

دل بے قیدِ من با نورِ ایماں کافری کردہ حرم را سجدہ آوردہ بتاں را چاکری کردہ (زبورِ عجم)
ترجمہ :- میرا دل جو قید و بند سے آزاد بنا ہوا ہے ایمان کے نور سے کفر کیا ہوا ہے۔ کعبہ میں سجدہ کرتا اور نوکری بتوں کی کرتا ہے۔

سجودے دہ کہ از سوزِ سرورش بوجد آید زمین و آسماں را (ا)
ترجمہ :- مجھے ایسا سجدہ عطا فرما کہ اس سجدہ کے سوز و سرور سے زمین و

آسمان کو میں وجد میں لا سکوں۔

بگیر از من کہ بر من بار دوش است ثواب ایں نماز بے حضورے (ارمغان حجاز)

ترجمہ:۔ یہ نماز مجھ سے تو لے لے کہ یہ میرے کاندھے پر بوجھ ہے۔
بے حضوری قلب کے ساتھ نماز کا ثواب ہی کیا ہے۔

در کف مسلم مثال خنجر است قاتل فحشاء و بغی منکر است

ترجمہ:۔ نماز مسلم کے ہاتھ میں خنجر کی مانند ہے جو فحش کاموں اور
منکرات کو قتل کر دیتی ہے۔

لَا اِلٰہَ باشد صدف گوہر نماز قلب مسلم را حج اصغر نماز (اسرار خودی)

ترجمہ:۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سیپ ہے اور نماز موتی ہے اور مسلمان کے دل
کے لئے نماز چھوٹا حج ہے۔

آں یکے اندر سجود ایں در قیام کار و بارش چوں صلوٰۃ بے امام (زبور عجم)

ترجمہ:۔ ایک سجدہ میں اور دوسرے قیام میں غلاموں کے کاروبار تمام
بغیر امام کی نماز کی طرح ہوتے ہیں۔

طواف و حج، روزہ و زکوٰۃ

ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا کند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغ بے نیام (ارمغان حجاز)
نماز و روزہ و قربانی و حج یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے (بال جبریل)
میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو "
حق را بہ سجودے صنماں را بطوافے بہتر ہے چراغ حرم و دیر بجھا دو! "
کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو! "
پیام سجدہ کا یہ زیر و بم ہوا مجھ کو جہاں تمام سواد حرم ہوا مجھ کو (بانگ درا)
طبع آزاد پہ قید رمضاں بھاری ہے تم ہی کہدو یہی آئین وفاداری ہے "
میان ما و بیت اللہ رمزیست کہ جبرئیل امینؑ را ہم خبر نیست (ارمغان حجاز)

ترجمہ: ہمارے اور کعبہ کے درمیان ایک ایسا راز ہے کہ جس کی خبر
جبرئیل امینؑ کو بھی نہیں ہے۔

حرم جز قبلۂ قلب و نظر نیست طواف او طواف بام و در نیست (ارمغان حجاز)

ترجمہ: کعبہ قلب و نظر کے قبلہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔
کعبہ کا طواف کسی گھر اور دروازہ کا طواف نہیں۔

مؤمنان را فطرت افروز است حج ہجرت آموز و وطن سوز است حج (اسرار خودی)

ترجمہ:۔ حج مسلمانوں کی فطرت کو روشن کرنے والا اور ترک وطن ہجرت کا سبق دینے والا ہے۔

حب دولت را فنا سازد زکوٰۃ ہم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ "

ترجمہ: زکوٰۃ دولت کی محبت کو نابود کر دیتی ہے اور سب کو مساوات سے آشنا کر دیتی ہے۔

روزہ بر جوع و عطش شبخوں زند خیبر تن پروری را بشکند "

ترجمہ:۔ روزہ بھوک پیاس پر شبخوں مارتا ہے اور تن پروری کے قلعہ کو توڑ دیتا ہے۔

آج کا مسلمان جہاد اور مجاہد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر (ضرب کلیم)
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟ مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر "
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر! (ضرب کلیم)
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر! "
تعلیم اس کو چاہیئے ترک جہاد کی دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر "
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر! "
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر "
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگذر

جہاد کی اہمیت

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد

اے مردِ خدا تجھکو وہ قوت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد

مسکینی و محکومی و نومیدیِ جاوید
جس کا یہ تصوف ہو وہ اسلام کر ایجاد

مُلّا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد! (ضربِ کلیم)

آزادیٔ شمشیر کے اعلان پر

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تو نے
کیا چیز ہے فولاد کی شمشیرِ جگردار (ضربِ کلیم)

اس بیت کا یہ مصرعِ اول ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار! 〃

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار! 〃

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرِ کرارؓ! 〃

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ 〃

یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ 〃

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت لہو ترنگ ہے غافل! نہ جل ترنگ 〃

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر 〃

تن بہ تقدیر ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر 〃

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق 〃

لادیں ہو تو زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک! 〃

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الست 〃

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار (ضربِ کلیم)

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے ″

بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رمِ آہو باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ ″

کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟ ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام (ارمغانِ حجاز)

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی (بالِ جبریل)

خود آگاہی نے سکھا دی ہے جس کو تن فرشی حرام آتی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی (ارمغانِ حجاز)

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا ″

اللہ کو پامردئ مومن پہ بھروسا ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا ″

در جہاد و حج نماند از واجبات رفت جاں از پیکر صوم و صلوٰۃ (جاوید نامہ)

ترجمہ: جب جہاد اور حج ناواجب نامناسب سمجھے گئے تو نماز اور روزے کے جسم سے جان نکل گئی۔

گر نہ گردد حق ز تیغ ما بلند جنگ باشد قوم را نا ارجمند (اسرارِ خودی)

ترجمہ:۔ اگر ہماری تلوار صداقت حق و انصاف کے لئے بلند نہ ہو تو پھر جنگ قوم کے حق میں نامبارک اور مصیبت ثابت ہوتی ہے۔

تیغ بہرِ عزتِ دین است و بس مقصد او حفظ آئین است و بس ″

ترجمہ: تلوار کا استعمال تو دین کی عزت و حرمت کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا مقصد قانون و دستور کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے اس کے سوا نہیں۔

درونِ خویش بنگر آں جہاں را کہ تخمش در دلِ فاروق کشتند

ترجمہ:۔ اس جہاں کو اپنے اندر دیکھ جس کا بیج عمر فاروق رض کے دل میں بویا گیا (فتوحاتِ عمر فاروق کی طرف اشارہ)

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور شمشیر پدر خواہی بازوئے پدر آور (چہ باید کرد)

ترجمہ: اگر اسلاف کی تلوار چاہتا ہے تو اسلاف کا سا سوز جگر اور عزم بلند پیدا کر۔

جہانگیری بخاک ما سرشتند امامت در جبین ما نوشتند ″

ترجمہ: دنیا پر قبضہ کرنا ہماری خاک کی سرشت اور دنیا کی امامت کرنا ہماری تقدیر میں لکھا ہے۔

مسلمانانِ عالم اور انکی تباہی بیماریاں

متاعِ دین و دانش لُٹ گئی اللہ والوں کی — یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی! — بالِ جبریل
وہی دیرینہ بیماری، وہی نامحکمی دل کی — علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی — ″
حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا — کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی — ″
نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے — وہی آب و گلِ ایراں، وہی تبریز ہے ساقی — ″
خرد کی تنگ دامانی سے فریاد — تجلّی کی فراوانی سے فریاد — ارمغانِ حجاز
گوارا ہے اسے نظارۂ غیر — نگہ کی نامسلمانی سے فریاد — ″
خرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے — جہاں روشن ہے لَا اِلٰہ سے — ″
کہا اقبال نے شیخِ حرم سے — نہ محرابِ مسجد سو گیا کون؟ — ″
ندا مسجد کی دیواروں سے آئی — فرنگی بُت کدے میں کھو گیا کون؟ — ″
کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد — کہ ہے مردِ مسلماں کا لہو سرد — ″
بتوں کو میری لادینی مبارک — کہ ہے آج آتشِ اللہ ھو سرد — ″
ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے — خودی تری مسلماں کیوں نہیں ہے — ″
عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں — تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے — ″

ابلیس کی زبان سے:

کیا مسلمانوں کیلئے کافی نہیں اس دور میں — یہ الٰہیات کے ترشے ہوئے لات و منات — ″
جانتا ہوں میں یہ امت حاملِ قرآں نہیں — ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں — ″
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب — بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں — ″
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب — یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں — ″
ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے — یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے — ″
مست رکھو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اسے — پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے — ″

آوازِ غیب — آہ بدنصیب مسلمان!

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے — کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ ادراک — ″

کس طرح ہوا کند ترا نشترِ تحقیق ؟ / ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک (ارمغانِ حجاز)
تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار / کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک ؟ 〃
مہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں ؟ / کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک ؟ 〃
اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں / نے گرمیِ افکار، نہ اندیشۂ بے باک 〃
روشن تو وہ ہوتی ہے جہاں میں نہیں ہوتی / جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک 〃

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری

مسلمانانِ ہند کو من مانی آزادیِ مذہب

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے / حریتِ افکار کی نعمت ہے خداداد (ضربِ کلیم)
چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ پارس / چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد 〃
قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر / چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد 〃
ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا / اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد! 〃
نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو / ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی 〃

اسلامی ممالک کے مقامات اور پایہ تخت کی ویرانیاں اور علامہ اقبال کی ہچکیاں

دہلی و بغداد

سر زمینِ دلی کی مسجودِ دلِ غم دیدہ ہے / ذرّے ذرّے میں لہو اسلاف کا خوابیدہ ہے (بانگِ درا)
پاک اس اجڑے گلستاں کی نہ ہو کیوں کر زمیں / خانقاہِ عظمتِ اسلام ہے یہ سر زمیں 〃
سوتے ہیں اس خاک میں خیر الامم کے تاجدار / نظمِ عالم کا رہا جن کی حکومت پر مدار 〃
دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمیِ محفل کی یاد / جل چکا حاصل مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد 〃
ہے زیارت گاہِ مسلم گو جہان آباد بھی / اس کرامت کا مگر حقدار ہے بغداد بھی 〃
یہ چمن وہ ہے کہ تھا جس کے لیے سامانِ ناز / لالۂ صحرا جسے کہتے ہیں تہذیبِ حجاز 〃
خاک اس بستی کی ہو کیوں کر نہ ہمدوشِ ارم / جس نے دیکھے جانشینانِ پیغمبرؐ کے قدم 〃

جس کے غنچے تھے چمن ساماں وہ گلشن ہے یہی
کانپتا تھا جن سے روما ان کا مدفن ہے یہی

سنہ ۱۹۲۸ء میں علامہ اقبال قلعہ گولکنڈہ اور قطب شاہی گنبدیں دیکھ کر بے چین

کیا یہی ہے ان شہنشاہوں کی عظمت کا مآل   جن کی تدبیر جہانبانی سے ڈرتا تھا زوال (بانگ درا)
قبر کی ظلمت میں ہے ان آفتابوں کی چمک   جن کے دروازوں پر رہتا تھا جبیں گستر فلک ؍؍
مصر و بابل مٹ گئے باقی نشاں تک بھی نہیں   دفتر ہستی میں ان کی داستاں تک بھی نہیں ؍؍
آ دبایا مہر ایراں کو اجل کی شام نے   عظمت یوناں و روما لوٹ لی ایام نے ؍؍

آہ! مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابر آزادی اٹھا، برسا، گیا

اشکباری کے بہانے ہیں یہ اجڑے بام و در   گریۂ پیہم سے بینا ہے ہماری چشم تر ؍؍
دہر کو دیتے ہیں موتی دیدۂ گریاں کے ہم   آخری بادل ہیں اک گزرے ہوئے طوفاں کے ہم ؍؍

ہیں ابھی صد ہا گہر اس ابر کی آغوش میں
برق ابھی باقی ہے اس کے سینۂ خاموش میں

خطۂ قسطنطنیہ

خطۂ قسطنطنیہ یعنی قیصر کا دیار   مہدیؑ امت کی سطوت کا نشان پایدار ؍؍
صورت خاک حرم یہ سرزمیں بھی پاک ہے   آستان مسند آرائے شہ لولاک ہے ؍؍
نکہت گل کی طرح پاکیزہ ہے اس کی ہوا   تربت ایوب انصاریؓ سے آتی ہے صدا ؍؍

اے مسلماں ملت اسلام کا دل ہے یہ شہر!
سینکڑوں صدیوں کی کشت و خوں کا حاصل ہے یہ شہر!

زمین قرطبہ

ہے زمین قرطبہ بھی دیدۂ مسلم کا نور   ظلمت مغرب میں جو روشن تھی مثل شمع طور
بجھ کے بزم ملت بیضا پریشاں کر گئی   اور دیا تہذیب حاضر کا فروزاں کر گئی

قبر اس تہذیب کی یہ سرزمین پاک ہے
اس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نمناک ہے

صقلیّہ

(جزیرۂ سسلی)

لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونناب بار! — وہ نظر آتا ہے تہذیبِ حجازی کا مزار! (بانگ درا)
یہاں ہنگامہ ان صحرا نشینوں کا کبھی — بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی 〃
زلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے — بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے 〃
جہان تازہ کا پیغام تھا جن کا ظہور — کھا گئی عصرِ کہن کو جن کی تیغِ ناصبور 〃
دہ عالم زندہ جن کی شورشِ قُم سے ہوا — آدمی آزاد زنجیرِ توہّم سے ہوا 〃

غلغلوں سے جسکے لذت گیر اب تک گوش ہے
کیا وہ تکبیر اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہے

ہ! اے سسلی! سمندر کی ہے تجھ سے آبرو — رہنما کی طرح اس پانی کے صحرا میں ہے تو 〃
یب ترے خال سے رخسار دریا کو رہے — تیری شمعوں سے تسلّی بحر پیما کو رہے 〃
سبک چشمِ مسافر پر ترا منظر مدام — موج رقصاں تیرے ساحل کی چٹانوں پر مدام 〃

تو کبھی اس قوم کی تہذیب کا گہوارہ تھا
حسنِ عالم سوز جس کا آتشِ نظّارہ تھا

لہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر — داغ رویا خوں کے آنسو جہاں آباد پر 〃
سماں نے دولتِ غرناطہ جب برباد کی — ابنِ بدروں کے دلِ ناشاد نے فریاد کی 〃

غم نصیبِ اقبال کو بخشا گیا ماتم ترا
چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم ترا

ہے ترے آثار میں پوشیدہ کس کی داستاں؟ — تیرے ساحل کی خموشی میں ہے انداز بیاں 〃
رد اپنا مجھ سے کہہ، میں بھی سراپا درد ہوں — جس کی تو منزل تھا، میں اس کارواں کی گرد ہوں 〃
نگ تصویرِ کہن میں بھر کے دکھلا دے مجھے — قصّہ ایّامِ سلف کا کہہ کے تڑپا دے مجھے 〃

میں ترا تحفہ سوئے ہندوستاں لیجاؤں گا
خود یہاں روتا ہوں اوروں کو وہاں رلواؤں گا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

اے نوجوانانِ اسلام! دیکھو ہمارے اسلاف تھے مومن

——— اور، ہم اور تم ....؟

کبھی اے نوجواں مُسلم! تدبر بھی کیا تو نے — وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا (بانگ درا)
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں — کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا ،،
تمدن آفریں خلاقِ آئینِ جہاں داری — وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارہ ،،
سماں اَلفقرُ فخری کا رہا شانِ امارت میں — "بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را" ،،
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے — کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا ،،
غرض کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے — جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا ،،
اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں — مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا ،،
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی — کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت وہ سیّارا ،،
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی — ثریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا ،،
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی — نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا ،،
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی — جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا ،،

"غنی روزِ سیاہ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اس روشن کند چشمِ زلیخا را" ،،